ماہنامہ
نعت
لاہور
معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حصہ دوم

جلد: ۲ اپریل ۱۹۸۹ء شمارہ: ۴

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (حصہ دوم)

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

معاون: شہناز کوثر

خطّاط: جمیل احمد قریشی تنویر رقم
خلیل احمد نوری

منیجر: اظہر محمود

قیمت: ۱۰ روپے (فی شمارہ)
۱۲۰ روپے (زرِ سالانہ)

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور

پبلشر: راجا رشید محمود

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید۔ بُک بائنڈنگ ہاؤس، ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ
لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰

(منظر رقم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاہور میں میرے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ایک پیارا بستا ہے
اسے گزشتہ رمضان کے آخری ایام آقا و مولا (علیہ التحیۃ والثنا) کے قدموں میں
گزارنے کی سعادت ملی

آقا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا وہ پیارا، وہاں سے میرے لیے خوشخبریاں لایا۔
درودِ پاک کا وہ عاشق، بذاتِ خود میرے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے۔
اس سے میرا رشتۂ نیاز ہی میرے لیے اعزاز ہے۔
اس سے تعارف ہوا تو گویا مجھ پر کرم سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا در کھل گیا۔
اس سے تعلق بڑھا تو آقا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی رحمتوں نے مجھے اپنے
گھیرے میں لے لیا۔

تین ماہ ہوئے، اس نے نعت کے دفتر میں آکر مجھے نوید سنائی کہ
مجھے بلاوا آنے ہی والا ہے
تیسرے دن وہ پھر آیا،
اس پیغام کے ساتھ کہ میں تیار رہوں
وہ پھر آیا، میری اماں جی کے لیے اور میرے لیے پاسپورٹ فارم لے کر۔

وہ جو سندیسہ لا رہا تھا، اس میں شک کی گنجائش نہ تھی
اس میں شک کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے

کراچی میں اللہ کا ایک بندہ اس پیغام کو معنوی صورت دے رہا تھا
میرے محسن نے یہ پیغام دیا ہے کہ میں اپنی والدہ مکرمہ کی معیت میں وہاں
جانے کی تیاری کروں جہاں حاضری سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں
یہی بلاوا ہے، —

یہ تصور کتنا عجیب ہے کہ میں عقیدتوں کے اس سفر پر جاؤں گا، ماں
کی رہنمائی میں، — جس کو محبت سے دیکھنا بھی حج کی سعادت حاصل کرنے کے برابر ہے
اور — نیاز مندی کی اس راہ پر سر کے بل چلتے ہوئے میں لاہور
اور کراچی کے دونوں دوستوں کو دل میں بسا کے لے جاؤں گا۔

فہرست

نعتیں

عازمِ عرش ہے سُلطانِ زمیں آج کی رات
رُو کشِ چرخ ہے دامانِ زمیں آج کی رات

ارضِ بطحا، ترے اس اَوج کے صدقے جس پر
عرش والے بھی ہیں قربانِ زمیں آج کی رات

ماہ و پروین کو اشارہ ہے کہ اَے دیدہ ورو!
دیکھیئے! دیدنی ہے شانِ زمیں آج کی رات

روزِ تخلیق سے تھی جس کی تمنّا اُس کو
آسماں پر ہے وہ احسانِ زمیں آج کی رات

عید ہے عالمِ بالا میں کہ ہے جلوہ فگن
عرش پر خاصۂ خاصانِ زمیں آج کی رات

میزباں جس کا ہے خُود ارض و سما کا خالق
زیبِ محفل ہے وہ مہمانِ زمیں آج کی رات

یوں جو کعبے سے سوا اس کی کشش ہے منظورؔ
خاکِ طیبہ ہے دل و جانِ زمیں آج کی رات

منظور حسین منظورؔ

واقعۂ معراج

تحریر:۔ ملک شبیر محمد خان اعوان

معراج النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا عجیب وغریب واقعہ، روایت و درایت کے اعتبار سے ناقابلِ انکار ہے۔ خود قرآنِ عزیز کا اس واقعے کے متعلق یہ فرمانا "وماجعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس" (الاسراء۔ ۱۷: ۶۰) اس بات کی روشن شہادت ہے کہ یہ واقعہ اپنی خصوصیات میں ایسا عجیب وغریب ہے جو سننے والوں کے لیے قبول وانکار میں ایک سخت آزمائش وامتحان کا باعث ہے اور اگر اس کی حقیقت صرف ایک خواب یا روحانی ترقی کی ہی ہوتی تو اس میں ایسی کوئی خاص حیرت کی بات نہ تھی اور نہ یہ واقعہ موافقین ومخالفین کے درمیان حق وباطل کا معیار قرار پاتا۔ اس لیے کہ خواب میں ایسے واقعات کا پیش آجانا کوئی ایسی عجیب بات نہ تھی کہ جس کی تصدیق وتکذیب میں معرکہ ہوا۔ جس کی بدولت کفر وانکار اور ایمان وتصدیق کی دو جُدا جُدا بنیادیں قائم ہوگئیں۔ اس کے علاوہ آپ کا راستے کے وہ تمام حالات بیان کرنا جس کے ایک ایک حرف اور ایک ایک جُز کی تصدیق خود آنے والے قافلوں نے کی۔ اور باوجود آپؐ سے انتہائی مخالفت وعداوت کے، اصل حقیقت کا انکار نہ کرسکے۔ مشرکین کا بیت المقدس کے مختلف مقامات کے متعلق حالات دریافت کرنا اور آپؐ کا ہر ایک سوال کے متعلق شافی جواب دینا، یہ امور اس کے ناقابلِ تردید شہادت ہیں کہ یہ واقعہ آپ کی پیغمبرانہ زندگی کے انہیں معجزات باہرہ میں سے ہے کہ جن کا انکار تعلیمِ اسلام کو خیرباد کہے اور ناقابلِ انکار روایت ودرایت کو ٹھکرائے بغیر قطعاً ناممکن ہے۔

رہا یہ امر کہ قرآنِ عزیز نے اس کو "رؤیا" سے تعبیر کیا ہے جس کے معنی خواب

کے ہیں ۔ پس یہی ایک مغالطہ ہے جس کی حقیقت سمجھے بغیر بمصداق "تا ثریا می رود دیوار کج" غلط عقیدے کی بنیاد قائم کر لی گئی ہے ۔ حقیقت امر یہ ہے کہ جو واقعہ عالم غیب میں مشاہدہ کیا جائے اور عام نگاہیں اس کو دیکھنے سے قاصر ہوں، خواہ نبی اور رسول بیداری ہی میں کیوں نہ دیکھے "رؤیا" سے بہتر کوئی اور مفرد لفظ حقیقت کے اظہار کے لئے موزوں نہیں ۔ اس لیے کہ وہ خاص مشاہدہ جو عالم غیب میں بحالت بیداری آنکھوں سے کیا جائے، دنیا کے عام مشاہدوں سے جدا ایک خاص کیفیت رکھتا ہے ۔ عربی شاعر متبنی نے بھی اپنے ایک قصیدے میں معشوق کی چشم بیمار سے دیکھنے کو عام مشاہدہ کرنے والوں سے ممتاز ظاہر کرنے کے لیے "رؤیا" ہی سے تعبیر کیا ہے ۔

پس قرآن عزیز نے بھی اسی حقیقت کو واضح اور ظاہر کرنے کے لیے "رؤیا" کا استعمال کیا ہے جو عالم مشاہدہ اور عالم خواب سے جدا عالم غیب کی رویت کو ادا کر رہا ہے ۔ اسی لیے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی نے بھی اردو ترجمہ قرآن میں "رویا" کا ترجمہ "دکھلاوا" کیا ہے جو عالم غیب کے مشاہدے کی مجموعی حالت کو اس طرح ادا کرتا ہے کہ اردو میں مفرد لفظ میں اس سے بہتر تعبیر مشکل ہے (سیرت رسول کریمؐ ۔ ص ۵۹)

جمہور فقہا، محدثین، متکلمین اور صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ مذہب ہے کہ معراج شریف بیداری کی حالت میں ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع جسم مبارک کے، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے (شفا قاضی عیاض)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں "آپ کو ایک رات مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی ۔ جس کے بعد آپؐ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، اور جہاں تک اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو لے جانا چاہا، وہاں تک پہنچے ۔ یہ واقعہ آپؐ کے جسم مادی کو بحالت بیداری پیش آیا (اردو ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ ۔ ص ۸۰۷)

عربی جاننے والوں سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ "اسراء" کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ اس میں جسم اور روح کا اجتماع ہو ۔ صرف روح کے سفر کو عربی میں "اسراء"

کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح "عبد" روح اور جسم کے مجموعے کو کہتے ہیں ۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں یہ لفظ آیا ہے، ہر جگہ اس سے مراد روح مع الجسد ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ارءیت الذی ینھٰی عبدًا اذا صلّٰی (العلق - ۹۶ : ۱۰)
"کیا تو نے (ابوجہل کو بھی) دیکھا ۔ جب ہمارا بندہ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اُسے روکتا ہے ۔" ظاہر ہے کہ اس آیت میں عبد سے مراد روح مع الجسد ہے، نہ کہ صرف رُوح کیونکہ ابوجہل صرف روح کو نماز پڑھنے سے نہیں روکتا تھا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وانہٗ لمّا قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدًا (الجن - ۷۲ : ۱۹)
" اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ کہ اس کو پکارے، لوگوں کو بندھنے لگتا ہے ۔ اس پر ٹھٹ ۔" ظاہر ہے کہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح نماز پڑھنے نہیں کھڑی ہوتی تھی اور جنات آپؐ کی روح پر نہیں ٹوٹ رہے تھے ۔
نیز سورۂ مریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ ذکر رحمۃ ربک عبدہٗ زکریّا (مریم - ۱۹ : ۲) " یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندے زکریاؑ پر"
اس آیت میں بھی عبد سے مراد حضرت زکریاؑ کی روح اور جسد دونوں ہیں ۔ غرض اس قسم کی مثالیں قرآنِ حکیم میں بہت ہیں کہ عبد سے مراد رُوح مع الجسد ہے ۔
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس کے لئے کوئی بات مشکل نہیں ۔ وہ خود فرماتا ہے۔
انّما امرہٗ اذا اراد شیئًا ان یقول لہٗ کن فیکون (یٰسٓ - ۳۶ : ۸۲)
"اس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو تو کہے اُس کو " ہو"، وہ اُسی وقت ہو جائے ۔

پس جس خدا نے خلافِ عادت حضرت زکریاؑ کو بڑھاپے میں ان کی بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود لڑکا عطا فرمایا، اور جس خدا نے حضرت مریمؑ کے بطن مبارک سے بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو پیدا فرمایا، بے شک اُس خدا کو قدرت ہے کہ وہ اپنے حبیبؐ مکرم کو معراج مع الجسد کرا سکتا ہے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ مکرم کو مدعو فرمایا تو مہمان نوازی اس امر کی مقتضی تھی کہ

آپ کا خاص طور پر احترام و اہتمام کیا جائے۔ چونکہ آپؐ سید المرسلین، فخر الاولین والآخرین ہیں، اور سب میں دوسروں کے کمالات بدرجۂ اتم ہونے چاہئیں، لہٰذا ضروری تھا کہ جہاں خدائے پاک نے حضرت موسیٰؑ سے مع الجسد کوہِ طور پر باتیں کیں اور اپنے نور کا جلوہ دکھایا (اگرچہ حضرت موسیٰؑ اس جلوۂ خداوندی کی تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے) وہاں جناب سید المرسلینؐ کو آپ کے شایانِ شان درجۂ قرب عطا فرمایا جاتا، جسم اطہر مع الروح والجسد کے ساتھ بالمشافہ گفتگو کی جاتی۔ علاوہ ازیں آپؐ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی فوقیت حاصل تھی اور چونکہ وہ آسمان پر زندہ مع الجسم اٹھائے گئے۔ اس لیے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر سرفراز فرمانا ضروری تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ معراج کا سفر ایک روحانی خواب تھا۔ اگر اس تعبیر کو تسلیم کر لیا جائے تو معراج کا واقعہ کوئی مہتم بالشان واقعہ نہیں رہ جاتا، بلکہ ایک معمولی سی بات بن جاتی ہے۔ کوئی بھی آدمی اپنے تصور میں ایک سیکنڈ کے اندر اندر نیویارک، پیرس اور لندن تک کی سیر کر کے واپس آ سکتا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جو قرآن جیسی کتاب میں افضل الانبیاء (علیہ التحیۃ والثنا) کے لیے کہی جائے۔ اس سلسلے میں شکوک پیدا کرنے والی دو روائتیں پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن یہ دونوں روائتیں ان لوگوں نے نہیں کیں جن کی طرف انہیں منسوب کیا جاتا ہے جبکہ بعض لوگوں نے اپنے شبہات کا جواز پیدا کرنے کے لیے ان کا نام لے دیا۔ ایک روایت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ اس روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہ الفاظ منسوب کیے گئے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔ "میں نے گم نہیں پایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کو۔" اور اس روایت پر قیاس کا یہ محل تعمیر کر لیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واقعۂ معراج کو روحانی سفر فرماتی ہیں۔ اول تو اس روایت میں بہت سی خامیاں ہیں جو اِسے صحیح روایت ثابت نہیں کرتیں۔ اُم المومنین حرمِ نبویؐ میں ہجرت کے بعد شامل ہوئی ہیں۔ اور واقعۂ معراج ہجرت سے پہلے کا ہے۔

اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر پانچ سال تھی اور یہ عمر معراج جیسے واقعے کو سمجھنے یا اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے کے لئے مناسب نہیں سمجھی جا سکتی۔

دوسری روایت امیر معاویہ سے منسوب ہے جن کا قبول اسلام ہی آٹھویں ہجری کا ہے اور معراج، ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس لیے ان کا اس واقعے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ دونوں روائتیں قابلِ قبول نہیں۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں معراج کے واقعے پر شبہ کرنا اور اُسے روحانی سمجھنا غلط ہوگا۔

◎

جنابِ رحمۃ للعالمینؐ معراج کے دُولھا

شبِ اسرا خدا سے ہیں قریں معراج کے دُولھا
کبھی ہیں رونقِ فرشِ زمیں معراج کے دُولھا
کبھی زیبائشِ عرشِ بریں معراج کے دُولھا
عروسِ لیلۃ الاسریٰ ہے خود اس امر پر حجّت
محمدؐ مُصطفےٰ ہیں بالیقیں معراج کے دُولھا
رہیں گی راز محشر تک شبِ معراج خلوت میں
وہ باتیں جو خدا نے تم سے کیں معراج کے دُولھا
تمہارے ہی لئے مخصوص تھا، معراج کا رتبہ
تمہی ہو لامکاں کے اک مکیں معراج کے دُولھا
ہُوا ہے اور نہ ہوگا کوئی بھی پیدا قیامت تک
جہانِ حُسن میں تم سا حسیں معراج کے دُولھا
خدُا کا گھر تمہارا گھر، خدُا کا در تمہارا در
کہ تم ہو عرش و کعبہ کے امیں معراج کے دُولھا

(ادیب سیمابی)

جلوہ افروز ہے اِک ماہِ مبیں آج کی رات
نُور ہی نُور ہے تا حدِّ یقیں آج کی رات

حرمِ ناز میں پہنچے شہِ دیںؐ آج کی رات
حرمِ ناز ہے کچھ اور حسیں آج کی رات

مرحبا صلِّ علیٰ حسنِ محمّدؐ کے فیوض
جگمگاتی ہے دو عالم کی جبیں آج کی رات

عالمِ کیف میں ہیں عرشِ معلّیٰ کے مکیں
عالمِ وجد میں ہے عرشِ بریں آج کی رات

قابَ قوسین کی منزل تھی محمدؐ کا مقام
رہ گیا سِدرہ پہ جبریلؑ امیں آج کی رات

عبد و معبود میں حائل کوئی پردہ نہ رہا
یعنی معبُود ہے بندے کے قریں آج کی رات

جِس حقیقت کی نہیں فلسفہ دانوں کو خبر
اُس سے آگاہ ہیں اربابِ یقیں آج کی رات

ہم گنہگاروں کی سرکارؐ نے بخشش چاہی
یادِ سرکارؐ کو آئے ہیں ہمیں آج کی رات

دُھل گئی میرے گناہوں کی سیاہی مظہرؔ
کام آیا ہے مرا حسنِ یقیں آج کی رات

—— حافظ مظہرالدین

کیوں ارض و سما پر رحمت کے جھالے برسائے جاتے ہیں
کیا بات ہے، کس کی خاطر یہ میخانے لٹائے جاتے ہیں
میخانۂ عالم کے ساقی اللہ سے ملنے جائیں گے
ہر سمت شرابِ نور کے یوں ساغر چھلکائے جاتے ہیں
جبریلِ امیں سدرہ سے ہوئے ایوانِ رسالت میں حاضر
اور خوابِ ناز سے آقاؐ کو اِس طرح جگائے جاتے ہیں
آئے نہ کہیں راحت میں خلل، اللہ غنی یہ پاسِ ادب
نورانی آنکھیں مل مل کر تلوے سہلائے جاتے ہیں
بیدار ہوئے سرکارؐ اِدھر، جبریلؑ بصد تعظیم اُدھر
پیغامِ وصال و قربِ خدا آقاؐ کو سنائے جاتے ہیں
اے ختمِ رُسل محبوبِ خدا، اے شاہدِ بزمِ اَوْ اَدْنیٰ
چلیے کہ سرِ عرشِ اعلیٰ آج آپ بلائے جاتے ہیں
اللہ کو ہے وہ شوقِ لقا، ممکن نہیں جس کا اندازہ
رہ رہ کر اُدْنُ مِنِّیْ کے نغمے دہرائے جاتے ہیں
یہ عشق و محبت کا عالم محبوبؐ و محب مل کر باہم
کس راز و نیاز سے الفت کی باتیں فرمائے جاتے ہیں
نہیں عقل و فکر کو دخل جہاں، نہیں قیدِ زماں و مکاں کی جہاں
معراج کی رات عزیزؔ وہاں آقاؐ پہنچائے جاتے ہیں
(عزیزؔ حاصلپوری)

بلبلِ باغِ نبیؐ زمزمہ پرواز ہے آج
انجمن صورتِ گل گوش بر آواز ہے آج

آج میں رفعتِ معراج بیاں کرتا ہوں
فکر تا عرشِ بریں مائلِ پرواز ہے آج

دھوم ہے آج فلک پر کہ حضورؐ آتے ہیں
بزمِ انجم نگہِ شوق کیے باز ہے آج

فخر کرتے ہیں ملائک بھی قدم بوسی پہ
عرش بھی بوسۂ نعلین سے ممتاز ہے آج

آبروبخشِ مسیحاؑ و کلیمؑ آتا ہے
آج افلاک پہ مکّے کا یتیم آتا ہے

غل ہوا عرش پہ، وہ عرش کا تارا آیا
خلوتِ رازمیں اللہ کا پیارا آیا

اِک عالم کے مریضوں کا مسیحا پہنچا
ایک عالم کے ضعیفوں کا سہارا آیا

جس کے دیدار سے آنکھوں میں سرور آتا ہے
وہی سرمایۂ تسکینِ نظارا آیا

پیکرِ نور کی بڑھ بڑھ کے بلائیں لے کر
بولی رحمت کہ وُہ سرتاج ہمارا آیا

ہر طرف بارشِ انوار ہوئی جاتی ہے
عرش کہتا ہے، مرا راج دلارا آیا

ہاں وہی، جس کے تقرب کے بیاں کی خاطر
قابَ قوسین کا قرآں میں اشارا آیا

تا بہ عرش ہے مولا کا گزر، کیا کہنا
اللہ اللہ شرفِ فخرِ بشر کیا کہنا

——— آغا صادق

فلک فلک ہے اِک چمن — فضا فضا ہے اِک پھبن
قمر گلابِ ضو فگن — ستارہ برگِ یاسمن
اُفق بہارِ پیرہن — تجلّیوں کی انجمن
کھلی ہوئی ضیا ضیا
دُھلی ہوئی کرن کرن

نجوم و مہ کی جلوتیں — لطافتیں ، صباحتیں
تجلّیوں کی نزہتیں — نزاکتیں ، فصاحتیں
یہ رحمتیں ، یہ برکتیں — یہ برکتیں ، یہ رحمتیں
مسرّتیں طرب فشاں
سعادتیں ضیا فگن

شعاعِ نورِ بے کراں — رواں دواں ، رواں دواں
تجلّیاتِ کہکشاں — حسیں حسیں ، جواں جواں
ضیائے جلوہ پیکراں — اِدھر اُدھر ، یہاں وہاں
تمام چرخِ نیل گوں
جمالیات کا وطن

بشر بلند بال ہے — کمال ہے، کمال ہے
عروجِ بے مثال ہے — کمالِ بے زوال ہے
تقربِ جلال ہے — تسلطِ جمال ہے
رسائیٔ دل و نظر
بلندیٔ شعور و فن

خودی جو پرکشا ہوئی — شعاعِ نور بن گئی
زمینِ خاک سے اُٹھی — بڑھی فلک کو چیرتی
ہوئی شکستہ ہر لڑی — یہ مادّی نظام بھی
خودی اگر ہو خود نگر
زماں شکن، مکاں شکن

یہ شب ہے رشکِ صد سحر — یہ نور سے بھی زندہ تر
رسولؐ کی شبِ سفر — خودی کی سیرِ معتبر
یہ شب ہے عظمتِ بشر — بشر کی عظمتِ دگر
عظیم شب، سعیدِ شب
عطیۂ شہِ زمن

شہِ زمن، شہِ اُممؐ — شہِ عرب، شہِ عجمؐ
نبیٔ صاحب الکرم — رسولِ پاک و محترم
شہِ ستارگانِ حشم — وہ جن کا عرش پر قدم
عزیزِ دل، قریبِ جاں
حبیبِؐ ربِّ ذوالمنن

عاصی کرنالی (ملتان)

وصلِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تحریر: صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی

نبوت کا گیارھواں سال، رجب کی ستائیسویں تاریخ، دوشنبہ کی شب، ام ہانی بنتِ ابی طالب کی دولت سرا فخرِ ارم بنی ہوئی ہے۔ کعبہ مقدسہ جو دُنیا کی پہلی بنا اور سب سے پہلا عبادت خانہ اور تمام عالم کا قبلہ ہے...... آج اس میں نرالی زیب و زینت ہے۔ اس کی نورانیت کے جلوے اور انوار کی تابشیں آسمانوں تک پہنچ رہی ہیں۔ اس کے پہلو میں اُمِ ہانی کا مکان ہے اور آج کی شب اللہ کا حبیبؐ، عالم کا ہادی اِس میں جلوہ افروز ہے۔ اس کے حسنِ دلکش کی نورانی شعاعیں کعبۂ مقدسہ کے در و بام پر جلوہ افروزی فرما رہی ہیں۔ نصف شب گزر چکی۔ دنیا مصروفِ خواب ہے۔ حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے بعدِ عشا آرام فرمایا ہے۔ اُمِ ہانی بھی سو چکی ہیں۔ عالمِ ملائکہ میں دھومیں مچ رہی ہیں۔ روحانیت کو خبر ہے کہ آج ہی کی شب لیلۃ الاسرار (شب معراج) ہے۔ آسمان سے ملائکہ اتر رہے ہیں۔ جبریل و میکائیل علیہما السلام بہشتی براق لے کر آئے۔ براق دروازے پر حاضر ہے۔ جبریل امینؑ نے اُمِ ہانیؓ کی دولت سرا میں داخل ہو کر قبلہ گاہِ ناز کو حسنِ ادب کے ساتھ بیدار کیا۔ چشمِ حق نما کھولی۔ جبریل امینؑ کو نئے ساز و سامان کے ساتھ نرالے اندازِ خدمت میں مستعد و کمربستہ ملاحظہ فرمایا اور پھر خوابِ شیریں سے ہم آغوش ہو گئے۔ راتوں بیدار رہ کر گنہگاروں کی مغفرت کے لئے دریا بہانے والی آنکھیں خدا جانے کس لطف میں خواب سے سرمگیں ہیں۔ آج کے خواب میں کیا لذت اور کس طرح کی اربودگی ہے کہ جبریل امینؑ نے بیدار کیا اور پھر آنکھ لگ گئی۔ ملائکہ کی جماعتیں کی جماعتیں آستانہ معلیٰ پر جلو میں چلنے اور شرفِ خدمت گزاری کی تمنائیں دلوں میں لیے منتظر ہیں۔ جبریل امینؑ نے کچھ دیر انتظار کر کے پھر ادب و احترام

کے ساتھ سلطانِ کونینؐ کو بیدار کیا...... پھر جمیلِ جہاں پرور نے آنکھ کھولی، قدسی پیامبر کی قسمت کھُلی۔ ایک نظرِ انور سے اس کی طرف ملاحظہ فرمایا۔ جبریلِ امین نے بے توقف و بے درنگ حضرتِ ربّ العزت عزّ و علا تبارک و تعالےٰ کی طرف سے پیامِ طلب پہنچا کر کعبۂ مقدسہ میں رونق افروز ہونے کی التجا کی۔ سرورِ انبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے شرفِ قبول سے سرفراز فرمایا۔ قدمِ ناز اٹھا اور رحمتِ مجسّم کعبۂ مقدسہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ نورانی رخساروں کی تابشوں سے کعبۂ مقدسہ جلوہ گاہِ محبوب بنا۔ کعبۂ مقدسہ میں پھر کعبۂ جمال نے آرام کیا........

اب جبریلؑ براق لائے۔ یہ ایک سواری ہے۔ بلندی میں متوسط گھوڑے کے قریب قریب سمجھیے۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم کہ منتہائے نظر پر قدم رکھتا ہے۔ بلندی پر چڑھے تو اُس کے اگلے پاؤں چھوٹے ہو جائیں اور پچھلے حسبِ ضرورت بلند کہ سوار کے لئے اس کی نشست گاہ ہموار رہے۔ نشیب میں اُترے تو اُس کے برعکس اگلے پاؤں بڑھ جائیں، اور پچھلے کوتاہ ہو جائیں۔ ابلق چمکدار رنگ حسین و جمیل زمین اور ہوا میں برابر چلے۔

پہلے تو اسیرانِ عقلِ خام اس پر بہت چمکتے رہے کہ کوئی چارپایہ ہوا میں اُڑ جائے، یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کوتاہ اندیش مقدوراتِ الٰہیہ کو اپنی فکرِ ناقص کے تنگ دائرے میں احاطہ کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں مگر اب جو ایرو پلین ہواؤں میں اڑنے لگے تو ان پرّہ دماغوں کو کچھ شرمندگی ہوئی۔

عجیب منظر ہے۔ محب نے محبوب کو بلایا ہے۔ طالب نے مطلوب کو یاد کیا ہے۔ مالک و مولیٰ نے اپنے بندے مصطفیٰؐ کو طلب کیا ہے۔ کس تعظیم و تکریم کے ساتھ۔ کس انعام و اکرام کے ساتھ آستانۂ معلیٰ پر سواری بھیجی گئی ہے۔ بہشتی براق حاضر کیا گیا ہے۔ اخص خواص صاحبِ اختصاص محرم و انیس مجلسِ خاص کو شب کی تنہائی اور خلوت کے وقت میں چشمِ اغیار سے پنہاں بلانے کے لیے بھیجا ہے۔ سلطانِ کونین نے سواری کا ارادہ فرمایا...... حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا نامِ پاک سُن کر براق کو پسینہ آگیا، ادب و فروتنی

سے زمین پر بیٹھ گیا۔ سید الانبیاء (علیہ التحیۃ والثناء) سوار ہوئے۔ جبریل امینؑ نے براق تھامی۔ میکائیلؑ نے باگ ہاتھ میں لی۔ ملائکہ کا انبوہ ساتھ ہوا۔ مرحبا مرحبا کے غلغلے سے گنبدِ نیلگوں گونج اُٹھا۔ دورِ زماں اور چشمِ فلک نے جو نہ دیکھا تھا، وہ جلوہ آج مشاہدہ کیا۔ محبوب کی سواری چلی۔ زمینِ نخلستان پر گذر ہوا۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اس مقام پر پہنچے۔ جہاں عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی جائے ولادت ہے۔ یہاں بھی تاجدارِ کونین نے سواری سے اتر کر نماز ادا فرمائی۔ اِس سے انبیاء کے مولد اور ان کی یادگاروں کے احترام کا پتا چلتا ہے اور ایسے مقاماتِ متبرکہ میں پہنچ کر طاعتِ الٰہی میں مشغول ہونے کی سنت معلوم ہوتی ہے۔

پھر شاہِ عالم سوار ہوئے۔ پھر موکبِ اقدس بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوا۔ راہ میں ایک جماعت پر گذرے جنہوں نے اس طرح سلام عرض کیا۔ السلام علیک یا اوّلُ! السلام علیک یا آخرُ۔ السلام علیک یا حاشرُ۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جواب سلام عطا فرمایا۔ جبریل امینؑ نے عرض کیا، یہ مقدس جماعتِ انبیاء تھی۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرتِ موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سلام عرض کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔

بیت المقدس میں سواری پہنچی۔ باب المسجد کے حلقے میں بُراق باندھا گیا جس کو اب بابِ محمدؐ کہتے ہیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسجد میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ مدت سے بیت المقدس کے درو دیوار اور ہر ہر پتھر کا دل انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی حسرت و ارمان میں موم کی طرح پگھل رہا ہو گا۔ آج شب کیا آئی، دولتِ دارین لائی۔ بیت المقدس بقعۂ نور بنا۔ ملائکہ و انبیاء کا اجتماع ہوا۔ تمام روحانی و نورانی بابرکت نفوس کا قافلہ سالار، کونین کا شہریار، دارین کا تاجدار، سیدِ ابرار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوا۔ بیت المقدس کا نصیب کھلا۔ انبیاء نے نماز کے لئے صف باندھی۔ امامِ رُسل علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے امامت کی استدعا کی۔ اللہ کا حبیبؐ آگے بڑھا۔ انبیاء و ملائکہ کی مقدس جماعت نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ حضرت آدم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت

عیسیٰ علیہ السلام تک انبیاءِ کرام تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر صلاۃ پڑھی اور سب نے آپ کے فضل و شرف کا اعتراف و قرار کیا۔ مدتوں کے بعد آج وہ دن آیا کہ بیت المقدس میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خطبے پڑھ رہے ہیں۔

اس سے فراغ کے بعد سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ اقصیٰ سے باہر تشریف لائے۔ پھر پرچم اُٹھے، پھر پھریرے لہرائے۔ یمین و یسار ملائکہ کی صف بستہ مؤدب جماعتیں اور ان سب کے درمیاں دو نو جہان کا سلطان خطۂ خاک سے جانبِ افلاک عازم ہوا۔

آن کی آن میں آسمان پر پہنچے۔ آسمانوں کے دروازے کھلوائے۔ ہر مقام پر وہاں کے انبیاء و ملائکہ نے بہ کمالِ اعزاز و آداب مراسم تسلیم و تحیتہ ادا کیے۔ آج افلاک پر نرالی دھوم دھام ہے۔ عجیب تزک و احتشام سے خطۂ خاک سے ایک نور پاک آتا ہے۔ افلاک و ساکنانِ افلاک کو اپنی نورانیت سے نوازتا ہے۔ عالم بالا کی بلند مرتبہ مخلوق اس کی خدمت کے لیے کمربستہ اور دیدار کی تمنا میں از خود رفتہ ہے۔ اُس کے جمالِ افلاک افروز کو دیکھ کر ملائکۂ سماوات پیکرِ حیرت بن رہے ہیں۔ مرحبا و خوش آمدید کے غلغلوں سے افلاک گونج رہے ہیں۔ حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سرعت کے ساتھ سیر کرتے۔ انبیاء و ملائکہ کے سلام لیتے، آسمانوں سے گزرتے جا رہے ہیں، تا آنکہ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے۔ یہیں تک خلق کے علوم و اعمال پہنچتے ہیں اور یہیں سے امر و احکام نازل ہوتے ہیں اور یہاں پہنچ کر ملائکہ ٹھہر جاتے ہیں۔ اس مقام سے تجاوز کرنے کی کسی کو مجال نہیں......

اب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بیت المعمور دکھایا گیا۔ بیت المعمور ملائکہ کا کعبہ ہے۔ جس کا طواف کرتے ہیں۔ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ جنہیں دوبارہ پھر اس کی زیارت نصیب نہیں ہوتی۔ یہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ سے ملاقات ہوئی۔ آمد کی خبر پا کر آرزوئے دید کی تمنا دل میں لیے بیت المعمور سے تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ پھر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بہشتوں کی سیر کرائی گئی۔ بہشتی نور

پیکر، خورشید منظر جمالِ اقدس کی زیارت سے متمتع ہوئے۔ پھر اس شہنشاہِ عرش پائیگاہ نے دوزخ کا معائنہ فرمایا۔

آیاتِ الٰہیہ کے ملاحظے کے بعد حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اُس مقام قربِ میں پہنچے جہاں کسی انس وملک کو رسائی نہ تھی۔ ساتھی رہ گئے۔ ہنوز ستر حجاب نوری ہیں۔ ہر حجاب پانچ سو برس کی راہ انقطاع تام ہے۔ رحمتِ الٰہی کی اعانت و امداد سے محبوب مطلوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بے حیرت و دہشت وہ حجابات طے کیے۔ حضرت عزّت سے ندا آئی۔ ادن یا خیر البریہ۔ ادن یا احمد۔ ادن یا محمدؐ۔

اے بہترینِ کائنات قریب آ، اے احمدؐ! قریب آ۔ اے محمدؐ قریب آ!

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فرماتے ہیں، مجھے پروردگارِ عالم نے اپنے قرب سے نوازا، اور وہ قربِ اتم حاصل ہوا جس کو دنا فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی میں بیان فرمایا اور علمِ اوّلین و آخرین عطا فرمایا۔ محب ومحبوب میں راز کی باتیں ہوئیں۔ فاوحٰی الٰی عبدہٖ ما اوحٰی۔ تمام علوم و معارف اور حقائق و دقائق کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور وہ نعمتیں اور دولتیں عطا ہوئیں جو احاطۂ بیان سے باہر ہیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے احوالِ اُمّت عرض کیا اور ان کے حق میں زبان شفاعت کھولی۔ ارشاد ہوا۔ ہم ان پر اپنی رحمتیں نازل فرماتے ہیں، ان کے گناہوں کو بخشتے ہیں، دعائیں قبول کرتے ہیں، سائلین کو مرادیں دیتے ہیں، متوکّلین کی کفایت کرتے ہیں اور آخرت میں آپ کو ان سب کا شفیع بنائیں گے۔

الفاظ اس مقام کے وصف بیان کی گنجائش نہیں رکھتے۔ عزّت کرامت کے خلعت ہائے فاخرہ سے فیض یاب ہو کر سرورِ اکبر حبیب داور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اپنی دولت سرائے اقدس میں پہنچے۔ صبح کو واقعۂ معراج بیان فرمایا۔ کفار نے تکذیب کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصدیق کی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے بیت المقدس کے حالات دریافت کیے گئے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے تمام بتلائے۔ راہ میں جو قافلے ملاحظہ فرمائے تھے،

اُن کی خبریں، اُن کے اونٹوں کے نشان بتائے، قافلے کے آگے چلنے والے اُونٹ کا رنگ اور اس کے سوار کا پتا دیا، اُن کے مکۂ مکرمہ پہنچنے کا وقت بتایا۔ قوم نے اُس دن انتظار کیا اور اُسی دن قافلہ پہنچا۔ دُشمنانِ خدا ذلیل ہوئے۔

ماہنامہ "السوّاد الاعظم" مراد آباد۔ معراج نمبر
رجب و شعبان ۱۳۴۶ھ - ص ۱۳-۱۷)

جس کو کہتے ہیں سب اعجاز و کرامات کی رات
تھی وُہ اللہ و پیمبرؐ کی ملاقات کی رات

شبِ معراج محمّدؐ سے خوشامد کر کے
حُوریں کہتی تھیں کہ رہ جاؤ یہیں رات کی رات

لو خبر ہجر میں بے موت نہ مر جاؤں کہیں
شبِ فرقت نہ بنے مرگِ مناجات کی رات

نورِ حضرت سے منوّر شبِ معراج ہوئی
روزِ روشن سے بڑھی قبلۂ حاجات کی رات

آپؐ کا حُور و ملک خوب نظارہ کر لیں
پھر نہ آنکھوں کو نظر آئے گی یہ گھات کی رات

(غریبؔ سہارنپوری)

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کرتے ہیں آپ کو سب منعم و محتاج سلام
راج والوں کی زباں پر ہے مہاراج سلام
آپ پر بھیجتے ہیں زائر و حجاج سلام
شبِ معراج ہے، کیوں ہم نہ کریں آج سلام

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراجؐ سلام
سرورِ کون و مکاں، عرش کے سرتاج سلام

آپ پر تھا شبِ اسرا یہ ظہورِ اکرام
عرش سے آپ کو جبریلِؑ امیں لائے پیام
تھے فرشتوں میں یہ نغمے کہ شہِ عرش مقام
آپ کی دید کا شائق ہے خداوندِ انام

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام
سرورِ کون و مکاں، عرش کے سرتاج سلام

حجلۂ قدس سے جس وقت کہ آئے جبریلؑ
جلوہ افروز تھے کعبے میں وہ فرزندِ خلیلؑ
سر رکھا قدموں پہ، کی عرض بہ اندازِ جمیل
چلیے محبوبؐ کہ فرماتا ہے خود ربِّ جلیل

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام
سرورِ کون و مکاں، عرش کے سرتاج سلام

ساتھ جبریلِ امیںؑ کے تھا براقِ جنت
جلوہ گر اس پہ ہوئے خسروِ گردوں رفعت
جب سواری ہوئی کعبے سے نبیؐ کی رخصت
آئی ہر سمت سے آواز بہ شانِ رحمت

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام
سرورِ کون و مکاں، عرش کے سرتاج سلام

کعبہ سے چل کر رُکے مسجدِ اقصیٰ میں حضورؐ　　تھی رسولانِ معظمؑ سے یہ مسجد معمور
کی یہاں شہؐ نے رسولوں کی امامت منظور　　سارے نبیوں کی زباں پہ تھے یہ نغماتِ سرور

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام
سرورِ کون ومکاں، عرش کے سرتاج سلام

طے کیے ہفت سمٰوٰت جو اقصیٰ سے بڑھے　　بابِ افلاک پہ مخصوص رسولوں سے ملے
پہنچے سدرہ پہ جو سرکارؐ تو جبریلؑ رُکے　　طائرانِ ملکوتی نے یہ گائے نغمے

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام
سرورِ کون ومکاں، عرش کے سرتاج سلام

لے کے رف رف شہِ دیںؐ کو طرفِ عرش چلا　　بیتِ معمور کا محبوبؐ نے منظر دیکھا
"فتدلّٰی" و "دنا" تک گئے محبوبِؐ خدا　　"قابَ قوسین" کے ہر ساز سے آئی یہ صدا

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام
سرورِ کون ومکاں، عرش کے سرتاج سلام

عیدِ معراج کا صدقہ ہو مسلماں کو عطا　　نورِ ایماں، دلِ مسلم کو عنایت فرما
تیری رحمت سے ہو تکمیلِ تمنائے ضیاؔ　　جالیاں سامنے روضے کی ہوں، لب پہ ہو صدا

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام
سرورِ کون ومکاں، عرش کے سرتاج سلام

—— لسان الحسان علامہ ضیاء القادری بدایونیؒ

شبِ وصال

سلام اے مرے سُلطانِ باوقار سلام
سلام اے مرے محبوبِؐ کردگار! سلام
سلام اے مرے نوشاہِ حق شعار سلام
سلام اے مرے اقصیٰ کے شہسوار سلام

سلام اے شبِ اسریٰ کے تاجدار، سلام
سلام اے شہِ دیںؐ، عرشِ اقتدار! سلام

خدائے پاک نے جبریلؑ سے یہ فرمایا
کہ "جاؤ مکّہ میں اے قدسیِ فلک پایہ!"
پیامِ حق کا یہ روح الامینؑ نے پہنچایا
"حضورؐ! چلیے کہ اللہ نے ہے بلوایا"

سلام اے شبِ اسریٰ کے تاجدار سلام
سلام اے شہِ دیںؐ، عرشِ اقتدار! سلام

حضورؐ جانبِ اقصیٰ بُراق پر آئے
یہاں تمام نبی و رسلؑ نظر آئے
دوگانہ پڑھنے کو جب سید البشرؐ آئے
سلام کرنے نبیؑ سب بہم دگر آئے

سلام اے شبِ اسریٰ کے تاجدار، سلام
سلام اے شہِ دیںؐ، عرشِ اقتدار! سلام

خدا کے نُور سے نورِ خدا ملا آخر
تھی جلوہ گاہ سرِ عرش، حجلۂ نادر
نہ رازِ خلوتِ "قوسین" کچھ ہُوا ظاہر
ہے اوج تاجورِ عرشِ کبریا اک سر

سلام اے شبِ اسریٰ کے تاجدار! سلام
سلام اے شہِ دیںؐ، عرشِ اقتدار سلام

علامہ ضیاء القادری بدایونیؒ

شبِ معراج

وہ آئے کعبے سے دم بھر میں جانبِ اقصیٰ
بنے امامِ رُسل اور پڑھا یہاں خطبہ
سب انبیاء سے ملاقات کی یہاں بخدا
یہاں بلند یہ نعرہ ہوا سلاموں کا

سلام آپ پہ خضرِ رہِ شبِ اسریٰ
سلام آپ پہ شاہنشہِ شبِ اسریٰ

یہاں سے لے کے بُراق آپ کو روانہ ہُوا
سرِ حضورؐ پہ رحمت کا شامیانہ ہُوا
بساطِ عرش پہ اک جشنِ خسروانہ ہُوا
ادا فرشتوں کے لب سے یہی ترانہ ہُوا

سلام آپ پہ خضرِ رہِ شبِ اسریٰ
سلام آپ پہ شاہنشہِ شبِ اسریٰ

حضورؐ وادئ ہفت آسماں سے یوں گزرے
کہ جیسے نُور گزرتا ہے پار شیشے سے
ہر اک فلک پہ تھے سامان خیر مقدم کے
سب انبیاء گرامی سلام کہتے تھے

سلام آپ پہ خضرِ رہِ شبِ اسریٰ
سلام آپ پہ شاہنشہِ شبِ اسریٰ

حجاب اُٹھ گئے، وہ بے حجاب حق سے ملے
حبیبؐ حق، شہِ عالی جناب حق سے ملے
نقاب دُور ہوئی، بے نقاب حق سے ملے
ہوا سلام، مبارک خطاب حق سے ملے

سلام آپ پہ خضرِ رہِ شبِ اسریٰ
سلام آپ پہ شاہنشہِ شبِ اسریٰ

——— علامہ ضیاء القادری بدایونیؒ

لیلۃ الاسرا

اے شہِ عرش نشیں، صاحبِ معراج سلام
جاں نثاروں کا سُنیں اپنے حضورؐ آج سلام

اُم ہانیؓ کا مکاں قبلۂ مقصود ہے آج — رونقِ خلد و جناں کعبہ میں موجود ہے آج
رات کی تیرگی اس رات سے نابود ہے آج — لب پہ ہر ذرّہ کے یہ نغمۂ مسعود ہے آج

اے شہِ عرش نشیں، صاحبِ معراج سلام
جاں نثاروں کا سُنیں اپنے حضورؐ آج سلام

ہیں جو واقفِ ادبِ اہلِ صفا سے جبریلؑ — آج آئے ہیں نئی شان و ادا سے جبریل
سَر کو ملتے ہیں نبیؐ کے کفِ پا سے جبریل — عرض کرتے ہیں یہ محبوبؐ خدا سے جبریل

آپؐ کو آپ کے اللہ نے بھیجا ہے سلام
آپؐ پہ رب کی طرف سے شبِ اسریٰ ہے سلام

اے میں قرباں، ہے یہ فرمانِ خداوندِ ودود — آیئے ختمِ رسل، سوئے مقامِ محمود
ہے سواری کو براق اے شہِ بطحا موجود — کہتے ہیں حور و ملک آج یہ پڑھ پڑھ کے درود

خسروِ خُلدِ مکیں صاحبِ معراج سلام
سُنئے حوروں کا فرشتوں کا حضورؐ آج سلام

انبیاء مسجدِ اقصیٰ میں تھے موجود تمام — جلوہ افروز ہوئے آ کے شہنشاہِ انامؐ
بولے جبریل بنیں آپؐ رسولوں کے امام — غُل جماعت سے اُٹھا بعدِ نماز اور سلام

السلام اے شہِ دیں، عرش کے جانے والے
تاجِ معراج کا اللہ سے پانے والے

تا حدِ عرش براق آپؐ کو لے کر پہنچا آگیا چند قدم چل کے مقامِ سدرہ
بولے جبریل کہ اے راہرِ واوجِ "دنیٰ" اور آگے بخدا میں نہیں اب جا سکتا
لیجیے تاجورِ عرشِ عُلا میرا سلام
ہو مبارک شرفِ قربِ خداوندِ انام

داخلِ خلوتِ قوسین شہنشاہ ہوئے یک بیک دور حجاباتِ سرِ راہ ہوئے
مرحمت آپؐ کو لاکھوں شرف و جاہ ہوئے دیکھا اللہ کو ہر راز سے آگاہ ہوئے
پردۂ خاص سے آوازِ سلام آتی تھی
شانِ اسلام نظر عرش مقام آتی تھی

شبِ معراج کے انوار کا صدقہ یا رب مصطفیٰؐ سیدِ ابرارؐ کا صدقہ یا رب
دامنِ رحمتِ سرکارؐ کا صدقہ یا رب عزتِ عترتِ اطہار کا صدقہ یا رب
سینے کر نور سے معمور مسلمانوں کے
رکھ سب اعزاز بدستور مسلمانوں کے

جورِ گردوں سے محمدؐ کے غلاموں کو بچا کر اماں امتِ بیکس کے غریبوں کو عطا
فتنہ کوشوں کو، جفا پیشوں کو دنیا سے مٹا اپنی رحمت کی بھرن خلق میں رم جھم برسا
عید معراج کی خیرات مسلماں پائیں
ساعتیں عیش کی دن رات مسلماں پائیں

جشنِ معراج میں ہم بہرِ سلام آئے ہیں سُنیے سرکارؐ کا محبوب پیام آئے ہیں
مانگنے بھیک، شہنشاہِ انامؐ آئے ہیں ہاتھ پھیلائے تہی دست غلام آئے ہیں
سنیے ان عشق کی ماروں کا حضورؐ آج سلام
لیجیے اپنے ضیا کا شبِ معراج سلام

(شاہ ضیاء القادریؒ)

معراج کی رات

مکیں قوسین منزل میں ہیں سرکارِ شبِ اسرا
ہیں صدرِ بزم "اَوْ اَدنیٰ" کماندارِ شبِ اسرا

ہیں شانِ مصطفیٰ ؐ کے راز، اسرارِ شبِ اسرا
ابد آثار ہیں اے خضر، آثارِ شبِ اسرا

فلک سے آئیں وَالَّیلِ اِذَا یَغشیٰ کی آوازیں
جو لہرائے ذرا گیسوئے خمدارِ شبِ اسرا

مراتب نازنینِ بزمِ رب کے کوئی کیا جانے
نیاز و ناز ہیں خود ناز بردارِ شبِ اسرا

حرم سے شورِ "سُبحٰنَ الَّذِی اسریٰ" فلک تک ہے
زبانِ حور و غلماں پر ہے تکرارِ شبِ اسرا

ازل سے عظمتِ معراج حصّہ تھا محمد ﷺ کا
رہیں گے تا ابد دنیا میں اذکارِ شبِ اسرا

بلایا مسجدِ اقصیٰ میں خالق نے رسولوں کو
تھے سارے انبیا مشتاقِ دیدارِ شبِ اسرا

وہ دم بھر میں گئے تا عرش، واپس آ گئے فوراً
پئے گفتن فقط اتنی تھی مقدارِ شبِ اسرا

تھے "سُبحٰنَ الَّذِی" کے سب مناظر خلدِ نظّارہ
تھا قلبِ مخبرِ صادق خبردارِ شبِ اسرا

محمد ؐ پشتِ زیں پر، ہمرہی میں روحِ اعظم تھے
بُراقِ برق وش تھا خاص رہوارِ شبِ اسرا

تجلّی عرش کی ہے بیتِ معمورِ الٰہی میں
یہاں ہیں جلوہ آرا آئنہ دارِ شبِ اسرا

کسی نے جز محمد ؐ کے نہیں اللہ کو دیکھا
خدا کی دید بندے کو ہے شہکارِ شبِ اسرا

یدِ بیضا کے جلووں کی ضیا ہے روشنی دل میں
ہے شمعِ طور یا ہے شمعِ رخسارِ شبِ اسرا

علامہ ضیاء القادری رح

لیلۃ الاسرا

جلوے صفات و ذات کے ہر سمت چھا گئے
سلطانِ عرشؐ، عرشِ معلّٰی پہ آ گئے

ملتے خدا سے جب وہ حبیبؐ خدا گئے
جلوے خدا کے فرش سے تا عرش چھا گئے

کس کو خبر، کہاں سے کہاں مصطفٰیؐ گئے
کعبے سے چل کے تا بہ مقامِ دنا گئے

پہنچے حضورؐ چشم زدن میں قریبِ رب
مثلِ نگاہ صورتِ بادِ صبا گئے

ہر راہ کو بہشت بداماں بنا دیا
جس جس جگہ عرب کے وہ گلگوں قبا گئے

اقصٰی میں انبیاءؑ و رسل صف بہ صف تھے سب
لیکن بنائے آپؐ یہاں مقتدا گئے

مکّہ کے دشت بن گئے فردوسِ رنگ و بو
قدسی جناں سے آ کے نئے گل کھلا گئے

خدّامِ تاجدارِ مدینہؐ، خدا گواہ!
سکّہ فضائے دہر میں اپنا چلا گئے

تھی آنتہ "دنا فتدلّٰی" کی تابشیں
تا جلوہ گاہِ عرش جو نورِ خدا گئے

محشر میں واصفانِ نبیؐ جب ہوئے طلب
ہم بھی حضورِ رحمتِ عالمؐ ضیاؔ گئے

علامہ ضیاء القادری

سیرِ لامکاں

اعزاز شہِ دیں نے یہ پایا شبِ معراج
خود حق نے سرِ عرش بلایا شبِ معراج

اللہ نے یہ اوج بڑھایا شبِ معراج
تھا سب سے بلند آپ کا پایہ شبِ معراج

معراج کی شب کیسی زمانہ کو خوشی ہے
مسرور ہے ہر اپنا پرایا شبِ معراج

جلووں کی جھڑی پڑتی ہے، رحمت کی ہے بارش
ہے ابرِ کرم عرش پہ چھایا شبِ معراج

ہر گوشۂ کونین پہ خود فتح مبیں کا
پرچم شہ والا نے اڑایا شبِ معراج

محتاج ہوں صدقہ ملے سرتاج "دنا" کا
ہو بھیک عطا مجھ کو خدایا! شبِ معراج

برسا زرِ گل، خلدِ بداماں نظر آیا
دامن جو بھکاری نے بڑھایا شبِ معراج

نورِ شبِ اسرا جو ضیاؔ جلوہ فشاں تھا
قندیلِ حرم دن نظر آیا شبِ معراج

——— علامہ ضیاءؔ القادری

لیلۃ الاسرا

تھا کتنا حسیں حسنِ تقاضا شبِ معراج
پہنچے وہ سرِ عرشِ معلّٰی شبِ معراج

کعبہ میں جو ضو پاش ہوئے عرش کے جلوے
ہر ذرہ بنا طورِ تجلّٰی شبِ معراج

مائل بہ طوافِ حرمِ قدس مَلک تھے
تھی عرش بکف قسمتِ کعبہ شبِ معراج

چھایا ہوا انوارِ الٰہی کا اُجالا
تھا کعبہ سے تا مسجدِ اقصٰی شبِ معراج

ذروں میں تجلی تھی، ستاروں میں چمک تھی
تھا طورِ نظر جلوہ ہی جلوہ شبِ معراج

ساکت تھے مہ و خور، متحیر تھیں فضائیں
تھے عرش پہ وہ انجمن آرا شبِ معراج

ممکن نہیں، ادراکِ جزو و کل ہو تو کیا ہو
گم ہو گیا قطرہ تہِ دریا شبِ معراج

تھی حسرتِ دیدارِ نبیؐ اہلِ فلک کو
پوری ہوئی ہر دل کی تمنا شبِ معراج

پہنچے شہِ دیں خلوتِ قوسینُ و دَنٰی تک
جبریلؑ رہے تا حدِ سدرہ شبِ معراج

بن کر ہی رہا نقشِ کفِ پائے محمدؐ
تاجِ شرفِ عرشِ معلّٰی شبِ معراج

وہ سر پہ لیے بارِ ضعیفہ ہے سحر کو
تھا عرش پہ جو عرش کا دولہا شبِ معراج

ہو کاش ضیاؔ کو بھی عطا جلوۂ باری
جس نور میں کا تھا اُجالا شبِ معراج

حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب

لوٹ کر عرش سے آئے شبِ اسرا جو حضورؐ — راہیں کعبہ کی تھیں انوارِ خدا سے پُر نور

کی ادا صبح کی سرکارؐ نے کعبہ میں نماز — سجدۂ شکر بجا لائے بہ اندازِ نیاز

کعبہ سے صاحبِ معراجؐ جب آئے باہر — دیکھا اِک عورتِ بے کس کو سرِ راہ گزر

سر پہ گٹھڑی ہے مگر بوجھ سے لرزاں ہیں قدم — مُنہ ہے اترا ہوا، چہرے پہ ہیں آثارِ الم

دیکھی جب صاحبِ معراجؐ نے حالت اس کی — کی بشانِ کرمِ خاص حمایت اِس کی

بولے سرکارؐ ضعیفہ سے "پریشاں کیوں ہو؟ — ڈگمگاتے ہیں قدم کس لیے، لرزاں کیوں ہو؟"

بولی خاتونِ ضعیفہ کہ "میں واری تمؐ پہ — آگیا رحم ضعیفی پہ مری تم کو، مگر

میرا آقا ہے یہودی، ہے بڑا سخت مزاج — ہوگئی دیر تو ہوگا وہ خفا مجھ پہ آج"

مصطفٰےؐ بارِ دو عالم کے اٹھانے والے — شبِ معراج سرِ عرش کے جانے والے

مہرباں ہوگئے حالاتِ ضعیفہ سُن کے — رکھ لیا گٹھڑی کو سرکارؐ نے خود کاندھے پہ

تھا یہودی شہِؐ والا کا عدوئے جانی! — حکمت و علم و خرد میں تھا مگر لاثانی

در پہ وہی جاکے یہودی کے نبیؐ نے دستک — آیا دروازے پہ وہ، دیکھی جو چہرے کی جھلک

اُلٹے پاؤں ہوا فی الفور ہی واپس گھر میں — آگیا بستۂ اوراق لیے دم بھر میں

عرض کی "آپ ہی شائد ہیں رسولِ عربیؐ! — کہتے ہیں آپؐ کو آپ کے اصحابؓ نبیؐ؟

سچ تو فرمائیے اے ہادیٔ اسلام کہ آج — آپؐ کو عرشِ الٰہی پہ ہوئی ہے معراج؟"

بُولے محبوبِ خداؐ "تو نے یہ کیسے جانا! — تا سرِ عرش ہوا ہے مرا آنا جانا!"

کی یہودی نے گزارش "ہے یہ تورات حضورؐ — واقعہ اس میں ہے معراج کا سارا مذکور

ہے رقم اس میں کہ جس رات کو ہوگی معراج — صبح کو اس کی وہی عرش نشیں، نیک مزاج

ایک ضعیفہ کی اٹھائے ہوئے گٹھڑی سر پہ — آئیں گے ایک یہودی کے بلا شک در پہ"

کہہ کے یہ جملے، یہودی وہ مسلمان ہوا
دشمنِ دیں تھا جو صاحبِ ایمان ہوا

علامہ ضیاء القادریؒ

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہیں جبریلؑ امیں مصروف جلووں کی نچھاور میں
تجلّی ہی تجلّی ہے شبِ اسرا جہاں بھر میں
پئے پیغامِ وصلِ حضرتِ حق قلبِ اطہر میں
ہوئے جبریلؑ حاضر خوابگاہِ بندہ پرور میں
شبِ اسریٰ کا دولہا عازمِ عرشِ معلّیٰ ہے
براقی صف بصف، تسبیح خواں ہیں راستہ بھر میں
ابھی نکلے ہی تھے جبریلؑ بابِ اُمِ ہانی سے
حرم سے قدس تک پہنچا براقِ شاہؐ دم بھر میں
تھے حاضر مسجدِ اقصیٰ کے اندر انبیاءؑ سارے
پڑھا سب نے دوگانہ اقتدائے بندہؐ پرور میں
شبِ اسریٰ یہ معراجِ تقرب اے تعالی اللہ
شہؐ کون و مکاں مہماں ہوئے اللہ کے گھر میں
شرف بخشا گیا یوں خلوتِ قوسین کے اندر
ہوا گم نورِ قندیلِ حرم، مہرِ منوّر میں
ضیاؔ یہ شان ہے میری غلامانِ پیمبرؐ میں
لکھا ہے نام ازل سے خسروِ خوباں کے دفتر میں

——— علامہ ضیاءؔ القادریؒ

لیلۃ الاسرا

اے خدا، صاحبِ معراج کی رحمت کا طفیل
بزمِ "قوسین" کے نوشاہ کی عظمت کا طفیل

جن کو معراج کی توقیر عطا کی تو نے
ان کے اعزاز و شرف، ان کی وجاہت کا طفیل

شبِ معراج کے انوار کا صدقہ یارب!
اس حسیں رات کی پاکیزہ بشارت کا طفیل

کعبہ سے مسجدِ اقصیٰ کے سفر کا صدقہ
بیتِ اقصیٰ میں محمد کی امامت کا طفیل

آئے جبریلِ امیں جن کو بلانے کے لیے
تیری اس رحمت و رافت، تیری دعوت کا طفیل

جن کو بھیجا گیا جنت کے گلستاں سے براق
اس براقِ شہِ کونین کی قسمت کا طفیل

کی جنہوں نے شبِ اسرا چمنِ خلد کی سیر
اُن کی اس مکرمت و عزت و عظمت کا طفیل

اے خدا، صاحبِ معراج کی الفت دے دے
شبِ اسرا کی ہر اک رحمت و عزت کا طفیل

مغفرتِ امتِ عاصی کی جنہوں نے چاہی
اُن کی پاکیزہ دعاؤں کی اجابت کا طفیل

اپنا تو نے جنہیں بے پردہ دکھایا دیدار
حق نگر اُن کی نظر، اُن کی بصارت کا طفیل

بخش دے اہلِ محبت کے معاصی سارے
اے خدا، صاحبِ معراج کی عظمت کا طفیل

زہد و ایماں ہو عطا، طاعت و تقویٰ ہو عطا
مصطفیٰ صاحبِ قرآں کی رسالت کا طفیل

دور کر، ہم سے تہی دستی و افلاس، کریم!
اپنی شانِ کرم و رحمت و رافت کا طفیل

دولتِ صدق و صفا ہم کو عنایت فرما
اپنے صدیقِ مکرم کی صداقت کا طفیل

ہم ہیں مظلوم، مظالم سے اماں دے ہم کو
اپنے فاروقِ معظم کی خلافت کا طفیل

دے ہمیں حلم و حیا، تزکیۂ نفس کا شوق
بہرِ عثمانِ غنی اُن کی سخاوت کا طفیل

زورِ بازو ہمیں دشمن کے مقابل دے دے
شیرِ یزداں شہِ مرداں کی شجاعت کا طفیل

ہے ضیا عاصی و ناکارہ و خاطی، مجرم
بخش دے اس کو خدا، اپنی ہی رحمت کا طفیل

لسان الحسان ضیاء القادری بدایونی

شبِ اسرائے ضو پاشیاں ہیں بزمِ ملت میں — ہے تابش عرش کے جلووں کی دنیائے عقیدت میں

یہ رفتارِ سفر شامل ہے اعجازِ نبوت میں — شبِ اسرا گئی وہ عرشِ رب تک چند ساعت میں

خدا رکھے خدائی رات ہے یہ لیلۃ الاسریٰ — مچی ہے جشنِ معراجِ نبیؐ کی دھوم اُمت میں

مکانِ اُمِ ہانیؓ لامکاں معلوم ہوتا ہے — زمیں اس گھر کی گم ہے آسمانِ عرش رفعت میں

فرشتے ہیں سلامی کے لیے استادہ کعبہ میں — ہیں جبریلِ امیںؑ حاضر شہِؐ والا کی خدمت میں

اِدھر روح الامیںؑ تلووں سے پیشانی رگڑتے ہیں — اُدھرؐ سرکار ہیں آغوشِ خوابِ استراحت میں

کیا بیدار، ایمائے الٰہی سے کیا واقف — سواری پیش کر دی خدمتِ شاہِ رسالتؐ میں

براق اِک جست میں آیا تھا کعبہ سے حدِ اقصیٰ — یہاں موجود تھے سب انبیاء شوقِ زیارت میں

پڑھے دو نفل حضرتؐ نے امام المرسلین بن کر — ہوئے سارے نبیؑ شامل نمازِ باجماعت میں

بڑھے اقصیٰ سے جب اقلیمِ ہفت افلاک سے گزرے — ہوئی تاخیر اک ساعت نہ اِس طولِ مسافت میں

رکابِ شہسوارِ ہاشمیؐ جبریلؑ تھامے تھے — براقِ عرش پیما کی عناں تھی دستِ قدرت میں

رُکے روح الامیںؑ سدرہ پہ، رفرف سامنے آیا — نہ تھا جُز ذاتِ واجب ساتھ اب کوئی رفاقت میں

مقامِ قابَ قوسین و دنیٰ تک مصطفےٰؐ پہنچے — ہوئے تشریف فرما جلوۂ اسرارِ وحدت میں

ملائک دم بخود، جبریلؑ ساکت، بےخبر دُنیا — خُدا سے کیا ہوئی باتیں، خدا معلوم خلوت میں

مجالِ گفتگو اے نورؔ کس کو، کوئی کیا سمجھے

ہیں لاکھوں راز گم، معراجِ سلطانؐ رسالت میں

یوسف حسین نورؔ القادری (کراچی)

ابنِ علامہ ضیاء القادری علیہ الرحمہ

علامہ اقبالؒ اور تشریحِ آیاتِ معراج

رسالہ "دار السلام"، پٹھان کوٹ دسمبر ۱۹۴۱ء میں "تعلیمات اقبال" کے عنوان سے ایک مضمون طبع ہوا تھا جو درج ذیل ہے

۲۷ رجب کو شب معراج تھی۔ خوش قسمتی سے ہمیں علامہ اقبال رح کے بعض ملفوظات دستیاب ہوئے جن کا تعلق ان آیات کی تشریح سے تھا جس میں اس واقعۂ عجیب کا ذکر ہے۔ لہٰذا ان ملفوظات کو اس خیال سے درج کیا جاتا ہے کہ ناظرین وقت کے اعتبار سے ان کے افادی پہلو سے مستفید ہو سکیں۔ ان کا اصل ماخذ "البیان" کی ایک گزشتہ اشاعت ہے۔ علامہ مرحوم سے سورۃ "النجم" کے پہلے رکوع کی تشریح دریافت کی گئی تو علامہ نے اس پر ایک طویل تقریر فرمائی، بالخصوص کان قاب قوسین او ادنیٰ کی تفسیر اپنے رنگ میں نادر اور عجیب تھی۔ ان سطور سے ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آیاتِ مذکورہ قرآن مجید کے مشکل ترین مقامات میں سے ہے، یہاں بڑے بڑے ائمۂ مفسرین نہایت دور از کار تاویلوں میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ یہاں تک کہ غیر مسلم مترجمینِ قرآن نے اس مقام کو پیغمبر اسلام کے بعد کسی اور شخص کی تصنیف قرار دے دیا۔ علامہ رح کے بیان کا خلاصہ یہ ہے۔

ناسوت و لاہوت یا عقل و وحی یا عالم بشریت و عرشِ الوہیت کو دو کمان نما دائروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بشری عقل کا منتہائے کمال یہ ہے کہ وحیٔ سماوی سے کمال مطابقت حاصل کرے۔ یعنی اس ترقی یافتہ عقل کے رباب سے بعض اوقات جو نغمہ نکلتا ہے وہ سازِ الہام سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ دو کمان کامل انصال کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ نوعِ انسان میں انبیاء علیہم السلام بالعموم اور انبیاء میں حضرت خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بالخصوص اس مقام کے آخری نقطہ سے واصل ہوئے۔

دائرہ عالم بشریت دائرہ عرشِ الوہیت میں مدغم ہے ۔

کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق (حدیث قدسی) ۔ یعنی میں ایک مخفی خزانہ تھا ۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں ۔ پس میں نے خلق کو پیدا کیا ۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مخفی خزانہ قرار دیا ہے ۔ ظاہر ہے کہ خزانے میں مال و زر موجود ہوتا ہے ۔ مخفی خزانے سے مراد یہ ہے کہ عالم بشریت یا کائنات یا عالمِ وجود ، وجود میں آنے سے پہلے نہایت باریک ذرات یا گیس کی صورت میں عرش الوہیت یا انوارالٰہی میں مدغم تھا ، یعنی ہمہ اوست کی عملی صورت تھی ۔ جب کُن فرمایا ، فیکون ، پس ہو گیا ۔ یعنی اس حکم سے عالم بشریت یا عالمِ ظاہر کو عرش الٰہی سے الگ کر دیا گیا اور ہمہ از وست کی صورت جدا طور پر صورت پذیر ہو گئی ۔ مگر یہ کمان نما دائرے ایک دوسرے سے مس کرتے رہے ۔

انّ ربکم اللّٰذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستّة ایّام ربے تنک تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا ۔

یوم کے معنی دن ہیں ۔ ہمارے دن میں رات بھی شامل ہے ۔ یہ دن رات ہمارے کام اور آرام کے وقفے ہیں ۔ مگر ان کا تعلق صرف زمین سے ہے ۔ زمین اور سورج کی گردش سے دن رات ، ماہ و سال ظہور میں آتے ہیں ۔ زمین سے باہر کائنات سے ان کا کچھ واسطہ نہیں ۔ لہٰذا ستّۃِ ایّامٍ میں یوم سے مراد یہ ہے کہ کائنات یا عالمِ وجود جب گیس یا ہوا کی صورت میں عرش الٰہی سے جدا ہوا تو جس طرح پانی بخارات بن کر ہوا میں اڑتا ہے ۔ پھر دھند یا بادل کی صورت اختیار کرتا ہے ۔ بعد میں پانی کے قطرے بن کر بارش کی صورت میں برستا ہے ۔ پھر یہی قطرے زیادہ سردی لگ جانے سے اولے یا برف کی ٹھوس صورت میں متشکل ہو جاتے ہیں گویا بخارات سے برف یا گیس سے ٹھوس ہونے تک مختلف حالتیں بدلتے ہیں

اس طرح عالمِ وجود نے بھی گیس سے ٹھوس ہونے تک مختلف حالتیں بدلیں جو حسب ذیل ہیں ۔

ا ۔ گیس (۱) لطیف جیسے ہوا (۲) کثیف جیسے آندھی ، دھند ، بادل دھواں

ب ۔ مائع (۱) رقیق جیسے پانی (۲) کثیف جیسے پارہ ، آتش فشاں پہاڑوں سے بہتا ہوا

مادہ

وکان عرشہٗ علی الماء (اور اس کا عرش پانی یعنی بہنے والی چیز پر تھا) اس آیۂ اقدس میں غالباً اس طرف اشارہ ہے کہ ج ۔ ٹھوس (۱) گرم (۲) سرد ۔ اجرامِ فلکی ۔ زمین کی موجودہ صورت جب کہ یہ اس قابل ہوئی کہ حضرت آدم علیہ السلام یہاں رہائش اختیار کر سکیں

زمین کے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ اسے دو یوم میں بنایا ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دوسرے اجرامِ فلکی کی طرح دھواں (گیس کی حالت میں) تھی ۔ اس کے بعد مائع حالت میں آئی ۔ پھر ٹھوس میں تبدیل ہوئی ۔ اس کے بعد پہاڑوں کی پیدائش کا ذکر فرما کر بیان فرمایا کہ یہ سب کام چار دن میں مکمل ہوا ۔ زمین ٹھوس ہو چکنے کے بعد گرم سے سرد حالت میں آئی اور ساتھ ہی پہاڑ پیدا کئے گئے اس طرح سے یہ دونوں حالتیں اس پر وارد ہوئیں ۔ دو یوم پہلے اور دو بعد کے ، کل چار یوم میں زمین اس قابل ہو گئی کہ حضرت آدمؑ کو اس پر بسایا جا سکے ۔

پہاڑوں کی پیدائش کے متعلق ذکر ہوا ہے کہ ان میں اہل زمین کے لئے روزیاں مقرر کیں پہاڑوں کی سطح پر جنگلات اگتے ہیں ۔ ان کے علاوہ ان میں سونا ، چاندی ، لوہا ، تانبا ، ابرق وغیرہ مختلف دھاتیں پائی جاتی ہیں ، جہاں سے یہ دھاتیں دستیاب ہوتی ہیں ، وہاں کارخانے جاری ہو جاتے ہیں جو انسانوں کی روزی کا موجب ہیں ۔

حضور خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمام انسانوں اور تمام انبیا سے افضل ہیں ۔ اس لیے آپ عبدیت کے انتہائی مقام پر ہیں جہاں دوسرا کوئی عبد نہیں پہنچ سکتا ۔ دائرہ بشریت یا عبدیت میں اگر نقطے کے اس طرف عبد لکھ دیا جائے اور دوسری طرف کو دائرہ عرش الوہیت میں ہٗ (ھُوَ) ہے تو اس سے آپؐ کا اسم گرامی عبدہٗ نکل آتا ہے ۔ یہ مقام آپ کے لیے مخصوص ہے ۔ آپ کے اس مقام پر فائز ہونے کے بعد کوئی بشر یہ مقام حاصل نہیں کر سکتا ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اب کسی قسم کا دعویٰ نبوت درست نہیں ، اور نہ کسی کو کسی قسم کی نبوّت مل سکتی ہے ۔

کان قاب قوسین او ادنیٰ معراج شریف کا ذکر ہے کہ جب حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہٖ عرشِ معلیٰ پر تشریف لے گئے ۔ اس بات کو جاننے کے لیے یوں سمجھ لیجیے کہ دنیا میں انسانی ملاقات کی تین صورتیں ہیں ۔

۱. سامنے سامنے۔ ایک شخص کا دوسرے کے سامنے آکر ملاقات کرنا

۲. مصافحہ۔ ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا۔ اس صورت میں دونوں ایک مقام پر ملتے ہیں یا مس کرتے ہیں۔

۳. معانقہ۔ بغل گیر ہونا۔ اس صورت میں ایک شخص کے بازوؤں کی بنی ہوئی قوس دوسرے کی کمر کے گرد حلقہ بناتی ہے۔ یعنی دونوں قوسین ایک دوسرے کو قطع کر جاتی ہیں۔

اس طرح قوسِ الوہیت اور قوسِ عالمِ بشریت ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں: قوسین۔

۲. دونوں قوسین ایک دوسرے سے مس کرتی ہیں یہ صورت ہاتھ ملانے کی صورت سے مشابہ ہے۔ یہ صورت دائمی ہے جس پر حضور پاک (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) فائز ہیں۔ اسی سبب سے آپ کا اسم گرامی عبدہٗ ہے: قاب قوسین

۳. ملاقات کی تیسری صورت بغل گیر ہونے سے مشابہ ہے۔ اس میں دو قوسین ایک دوسرے کو قطع کر گئی ہیں: او ادنیٰ کان قاب قوسین او ادنیٰ معراج شریف کی توضیح کے لیے آیا ہے۔ دونوں قوسین ایک دوسرے کو قطع کر جانے سے عبدہٗ کا وہ مقام جو ان قوسوں کے مقامِ اتصال پر تھا، عرشِ الوہیت کے بیچ میں چلا گیا ہے جو کہ جلال و کمال کے انتہائی اتحاد سے عبارت ہے۔ یہ وہ ملاقات ہے جو انبیاء میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ اور یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت جبرئیل مقرب فرشتہ ہونے کے باوجود بھی نہ پہنچ سکے۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک جلوۂ صفات
تو عینِ ذات می نگری در تبسمے

(عبدہٗ از انور ہاشمی طبع اول۔ جولائی ۱۹۵۶ء ص ۲۹ تا ۳۷)

تعینات کے پردے اُٹھا رہا ہے کوئی
متاعِ تابِ نظر آزما رہا ہے کوئی

وفورِ جوشِ مسرت سے رنگ و بو بن کر
فضائے عالمِ امکاں پہ چھا رہا ہے کوئی

بہ سوز و ساز و بہ اندازِ لحنِ داؤدی
حریمِ قدس کے نغمے سُنا رہا ہے کوئی

فضا میں برقِ سرِ طور رقص فرما ہے
جلو میں عالمِ انوار لا رہا ہے کوئی

شعور کثرتِ رنگِ جمال میں گم ہے
نگاہِ شوق پہ بجلی گرا رہا ہے کوئی

زہے نصیب، خوشا ساعتِ شبِ معراج
زمیں سے عرشِ معلّٰی پہ جا رہا ہے کوئی

حضورؐ سرورِ عالم نے یہ کیا محسوس
کہ خوابِ ناز سے جیسے جگا رہا ہے کوئی

کُھلی جو آنکھ تو جبریلؑ کی سُنی آواز
"حضورؐ! عرشِ بریں پر بُلا رہا ہے کوئی

نیاز مند کے ہمرہ بُراق حاضر ہے!
چلیں کہ راہ میں آنکھیں بچھا رہا ہے کوئی

سحر کو سب نے یہ دیکھا کہ صحنِ مسجد میں
شبِ وصال کے قصے سنا رہا ہے کوئی

ہر اِک زباں پہ ہے صَدَّقْتَ یا رسولؐ اللہ
ترے وقار، ترے مرتبہ کا کیا کہنا

جناب علیم اختر مظفر نگری

واللیل سراپا شبِ معراجِ محمدؐ — مزمل و طٰہٰ شبِ معراجِ محمدؐ

شایانِ فَتَدَلّٰی شبِ معراجِ محمدؐ — ہے شانِ فاوحیٰ شبِ معراجِ محمدؐ

باندھا گیا معراج کے دولہا ہی کے سر پر — معراج کا سہرا شبِ معراجِ محمدؐ

گزری جو گلِ باغِ رسالت کی سواری — ہر راستہ مہکا شبِ معراجِ محمدؐ

افلاک کی چوٹی پہ نمودار ہوا تھا — اِک نور کا لہرا شبِ معراجِ محمدؐ

تھا میم کی صورت میں جو مابین ازل سے — وہ اُٹھ گیا پردا شبِ معراجِ محمدؐ

اِک جانِ تمنا کی تمنائی تھی واللہ! — اِک جانِ تمنا شبِ معراجِ محمدؐ

اللہ بھی واحد ہے، محمدؐ بھی یگانہ — یوں ہے شبِ یکتا شبِ معراجِ محمدؐ

جبریلؑ کو پیغام کا اعزازِ خصوصی — اللہ نے بخشا شبِ معراجِ محمدؐ

یہ بات مسلّم ہے زمانے کا زمانہ — اِک موڑ پہ ٹھہرا شبِ معراجِ محمدؐ

محبوب کی معراج کے صدقے میں خدا نے — دُنیا کو نوازا شبِ معراجِ محمدؐ

افلاک پہ افلاک کی ہر راہ گزر پر — مینہ نور کا برسا شبِ معراجِ محمدؐ

حیرت کی نظر سے بشریّت کے علو کو — جبریلؑ نے دیکھا شبِ معراجِ محمدؐ

رہ کر پسِ پردہ بھی ہوا جلوہ بہ جلوہ — اللہ تعالیٰ شبِ معراجِ محمدؐ

تعظیمِ محمدؐ کے لیے بن گئے قدسی
عنوانِ ادبؔ کا شبِ معراجِ محمدؐ

ادبؔ سیمابی

معراجِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

شبِ معراج آئی، بیقراروں کو قرار آیا
زبانِ شوق پر ذکرِ حبیبِ کردگار آیا

زمین و آسماں انوارِ رحمت سے منور ہیں
فرازِ عرش پر بطحا کا ماہِ نور بار آیا

کہا جس کے لیے خالق نے "سُبحانَ الّذِی اَسریٰ"
فلک پر وہ براق چرخ پیما کا سوار آیا

گزر کر سرحدِ عالم سے پہنچا عرشِ اعظم پر
کہ جیسے عکس تھا کوئی جو آئینے کے پار آیا

خدا سے آج محبوبِ خدا ملنے کو آتا ہے
وصالِ یار کا طالب پئے دیدارِ یار آیا

وفورِ نور سے چہرے ستاروں کے چمک اٹھے
مہ و پرویں کو تھا مدت سے جس کا انتظار آیا

ملائک تہنیت گویاں کھڑے ہیں رہ میں صف بستہ
صدائے مرحبا گونجی، عرب کا تاجدار آیا

اُترتی جارہی ہے اک حلاوت سی رگ و پے میں
ضیا کس کا مبارک نام لب پر بار بار آیا

——— ضیا محمد ضیا (پسرور ضلع سیالکوٹ)

لیلۃ الاسرا

دُنیا میں حسیں تو لاکھوں ہیں، تنویرِ مجسّم کوئی نہیں
اے مہرِ رسالت، تیرے سوا، محبوبِ دو عالم کوئی نہیں

وہ منظر بھی عجب پُر کیف تھا معراج کی شب کا
دیا پیغام جبریلِ امینؑ نے جب تمہیں رب کا
سواری کے لیے خلدِ بریں سے اِک براق آیا
چلے جب تم، تمہارے سر پہ رحمت کا ہُوا سایہ
جلو میں تھے صفیں باندھے ہوئے لشکر فرشتوں کے
نہ اُٹھتے تھے مگر پاسِ ادب سے سر فرشتوں کے
حریمِ قدس میں تُم کو بلایا ربِّ باری نے
اُٹھے پردے، جمال اپنا دکھایا ربِّ باری نے

مہمان ہوئے اللہ کے تم، یہ جن و بشر سب جانتے ہیں
خلوت میں کیا کیا باتیں ہوئیں، اِس راز کا محرم کوئی نہیں

——— شعیب احمد ندرتؔ

شہنشاہِ سریرِ قابَ قوسین احمدؐ مرسل — شبِ اسریٰ میں جس کا فرشِ رہ تھا کاخِ کیوانی

وہ جسمِ پاک خود سر تا قدم پیکر تھا نورانی — تو پھر معراج میں کیا بحثِ روحانی و جسمانی

رجب کی بست و ہفتم بارہواں سالِ نبوّت تھا — کہ بخشا خلوت آرائے ازل نے فخرِ مہمانی

حریمِ اُمِّ ہانیؓ میں حضورؐ آرام فرما تھے — درِ دولت پہ قدسی و ملک تھے محوِ دربانی

وہ چشمِ نرگسیں تھی بند لیکن چشمِ دل وا تھی — سرہانے طالعِ بیدار کرتا تھا مگس رانی

ادب سے آکے جبریلِ امیںؑ نے یہ گزارش کی — کریں سرکارؐ بزمِ نور تک تشریف ارزانی

سُنی روح القدس سے جب طلب بزمِ حضوری کی — اُٹھے اور دی براقِ پاک پہ دادِ سبک رانی

حرم سے چل کے اوّل مسجدِ اقصیٰ میں منزل کی — وہاں تک جلوہ گاہِ قدس تک جانے کی پھر ٹھانی

براقِ برق پیکر لے چلا یوں ذاتِ انور کو — فضا میں تیر جائے جس طرح بجلی کی تابانی

حضورؐ اس طرح گزرے گنبدِ مینائے گردوں سے — نظر جس طرح شیشے سے گزر جائے بہ آسانی

ملائکؑ و رسلؑ صف بستہ استقبال کو آئے — اُٹھا افلاک میں ہر سمت شورِ تہنیت خوانی

سرِ رہ ہر قدم پہ ذوقِ نظارہ کی تسکیں کو — حقائق کا تراکم تھا مناظر کی فراوانی

غرض ملکوت کا ہر گوشہ چھانا اور یہاں پہنچے — نظر کے سامنے آتی گئیں آیاتِ ربانی

براق و جبرئیل آخر رکے سدرہ کی منزل پہ — کہ تھی یہ انتہائے سرحدِ اقلیمِ امکانی

یہاں سے لے چلیں پھر آپ کو موجیں تجلی کی — وہ رفرف ہو کہ انوارِ ازل کا جوشِ فیضانی

سوادِ لامکاں تک رُک گیا رفرف کہ اُس کو بھی
کہاں اس خلوتِ وحدت میں اذنِ گرم جولانی

کسی نے لے لیا خود بڑھ کے آغوشِ محبت میں
ہُوا ملکِ قدم خلوت سرائے حسنِ امکانی

ملا خلعت سلامِ بارگاہِ بے نیازی کا
نبیؐ نے جب تحیاتِ ادب کی نذر گزرانی

یہاں بھی رحمتِ عالمؐ نہ بھولے اپنی امت کو
ہوا ہر بندۂ صالح شریکِ لطفِ ربّانی

ملا اس فیض کے صدقے میں بہر امتِ عاصی
نویدِ عفو، فرمانِ کرم، منشورِ غفرانی

بجز ذاتِ مطہر یہ شرف کس کو ہُوا حاصل
بجز صدیقِ اکبرؓ یہ حقیقت کس نے پہچانی

خرد عاجز، نظر خیرہ، زباں کج مج، بیاں قاصر
زمینِ نعت میں کیا دیجیے دادِ سخن دانی

اقبال سہیل۔ اعظم گڑھی

آئی تھی پہلے، نہ آئے گی کبھی
اللہ! اللہ! کیا مبارک رات تھی
طائرِ سدرہ کے پَر جلنے لگے
آگے تُو تھا یا خدا کی ذات تھی

(اثر صہبائی)

معراج جسمانی یا رُوحانی

تحریر: ڈاکٹر حافظ محمد یونس

معراج شریف کی احادیث قریباً تیس ۳۰ صحابۂ کرامؓ سے منقول ہیں جن میں معراج و اسراء کے واقعات پوری تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ جمہور کا عقیدہ یہی ہے کہ حضورِ پُر نور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو حالتِ بیداری میں اپنے جسدِ مبارک کے ساتھ معراج ہوئی۔

قرآنِ مجید نے جس قدر اہتمام اور ممتاز و درخشاں عنوان سے اسراء کے واقعے کا ذکر فرمایا اور جس قدر ہٹ دھرمی سے مخالفین ان کے انکار اور جھٹلانے پر تیار ہو کر میدان میں نکلے ۔ اس بات کی دلیل ہے کہ واقعے کی نوعیت محض ایک عجیب و غریب سیرِ روحانی کی نہ تھی۔ روحانی سیر اور انکشافات کے رنگ میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے جو دعوے تھے، یہ اسراء کا واقعہ کفّار کے لیے ان سے بڑھ کر تعجب خیز اور حیرت انگیز نہ تھا کہ خاص طور پر اس کو تردید اور تمسخر کا نشانہ بناتے اور لوگوں کو دعوت دیتے کہ آؤ، آج ایک انوکھی بات سنو۔ اور نہ ہی حضورؐ کو اس واقعے کے اظہار پر اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت تھی۔ جو بعض روایات میں ہے "ثم اَصبحت بمکّۃ" یا "ثم اتیت بمکّۃ" (پھر صبح کے وقت میں مکّہ پہنچ گیا) اگر معراج محض کوئی روحانی کیفیت تھی تو آپؐ مکّہ سے غائب ہی کب ہوئے تھے۔ اور شداد بن اوس وغیرہ کی روایات کے موافق بعض صحابہؓ کا دریافت کرنا کہ "رات کے وقت آپؐ کی قیام گاہ پر تلاش کیا۔ حضورؐ! آپ کہاں تشریف لے گئے تھے" کیا معنی رکھتا ہے۔

آیت میں جو لفظ "اسریٰ بعبدہٖ" (راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا) ہے تو عبد کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے "انہ لمّا قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا (الجن : ۱۹) یعنی جب اللہ کا بندہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس پر ٹھٹھا کرتے ہیں۔ یہاں عبد سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور کفّار جب مذاق اڑاتے تھے تو آپ کی روح ہی صرف نہیں ہوتی تھی بلکہ روح اور جسم دونوں

ہوتے تھے ایسے ہی "اسراء" کے معنی رات کو چلنا ہے۔

قرآن مجید میں ہے "فاسر باھلك بقطع من اللیل" (ہود: ۸۱) یعنی اے لوط! رات کے کسی حصے میں اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر نکل جا۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ لوگوں کی روحوں کو لے کر نکل جا، اور جسم یہاں ہی دھرے رہیں۔ بلکہ جسم اور روح دونوں کو ساتھ لے کر جانا مراد ہے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں ہے" واوحینا الیٰ موسیٰ ان اسرِ بعبادی انکم متبعون" (شعراء: ۵۲) یعنی اور ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ رات کو میرے بندوں کو لے نکلے۔ بے شک تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ اس آیت میں بھی زندہ انسانوں کو حالت بیداری میں ساتھ لے جانا مراد ہے نہ کہ روحانی اور نہ خواب اور کشف میں۔

باقی، لفظ "رؤیا" جو قرآنِ مجید میں آیا ہے اور کئی لوگ اس سے خوب مراد لیتے ہیں، اس کے متعلق ابنِ عباسؓ فرما چکے ہیں۔" ھی رؤیا عین اریھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسریٰ بہ" (بخاری جلد دوم۔ ص ۶۸۶/ ترمذی) یعنی رؤیا سے آنکھوں کا دکھاوا مراد ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات دکھایا گیا تھا) یعنی ایسی رؤیا جس سے آنکھیں غافل نہیں ہوتیں، بیدار ہوتی ہیں۔ جو کچھ دکھایا جاتا ہے، وہ ایسا ہوتا ہے۔ جیسا آنکھوں سے دیکھا جا رہا ہے۔

بلکہ ساتھ ہی خواب کی نفی بھی ابنِ عباسؓ کرتے ہیں کہ "لا رؤیا منام" (البدایہ والنہایہ ص ۱۱۳) یعنی اس دکھاوے سے مراد خواب دکھاوا نہیں۔ بلکہ کانت رؤیا من اللہ صادقۃ (ابن کثیر ۵۔ ص ۱۴۲) یعنی معراج اللہ کی طرف سے سچا دکھاوا تھا۔

لفظ رؤیا سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ روحانی معاملہ تھا بلکہ اگر عربی لغات اور محاورات کو مدِنظر رکھا جائے تو یہ لفظ جسمانی معراج کو ثابت کرتا ہے۔ رؤیا کا لفظ کبھی کبھی دیکھنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لہذا اگر اس سے مراد یہی اسراء کا واقعہ ہے تو مطلق نظارہ کے معنی لیے جائیں جو ظاہری آنکھوں سے ہوا۔

جمہور علماء کا قول ہے کہ آپؐ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا جب آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ آپؐ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تو آپؐ نے فرمایا رأیت ربی عزّ وجلّ یعنی میں نے اپنے عزت

وجلال والے رب کو دیکھا۔ (خصائص کبریٰ جلد اوّل ص ۱۶۱، مسند احمد بسند صحیح عن ابنِ عباسؓ)

طبرانی نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأیت النّور الاعظم فاوحی اللّٰہ الی ما شاء۔ یعنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نورِ اعظم یعنی نورِ الٰہی کو دیکھا، پھر اللّٰہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی جو چاہی — یعنی مجھ سے بلاواسطہ کلام فرمایا۔ (تفسیر درمنشور۔ جلد ششم۔ ص ۱۲۳)

ابنِ جریر نے حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأیت ربّی عزّوجلّ باحسن صورۃ الیٰ ان قال ما کذب الفواد ما رائ مجعل نور بصری فی فؤادی فنظرت الیہ بفؤادی (درِ منشور۔ جلد ششم ص ۱۲۴)

ابنِ عباس کی اس مرفوع روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شبِ معراج میں آپؐ کو رویتِ بصری اور رویتِ قلبی دونوں حاصل ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے نورِ بصر کو نورِ بصیرت میں ایسا مدغم فرمایا کہ آپ کی رویتِ بصری اور رویتِ قلبی میں کوئی فرق نہ رہا (سیرۃ المصطفیٰؐ از مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ جلد اوّل ص ۲۸۱)

حافظ تورپشتیؒ المعتمد فی المعتقد میں لکھتے ہیں کہ" رویتِ قلبی یعنی دل کے دیکھنے سے محض علم اور معرفت مراد نہیں، اس لیے کہ یہ بات تو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو پہلے سے حاصل تھی بلکہ مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضور (صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دل میں اس قسم کی رویت پیدا فرمائی کہ جس طرح کی روایت سر کی آنکھوں کو حاصل ہے یا مراد یہ ہے کہ آنکھ دل کی معاونت سے اور دل چشم کی رفاقت سے دولتِ دیدار سے مشرف ہُوا۔ دیدار کے وقت دل آنکھ کے ساتھ تھا اور آنکھ دل کے ساتھ تھی، ایک دوسرے سے جُدا نہ تھے" (ص ۲۸۲)

حقیقت یہ ہے کہ معراج اور اسراء کا واقعہ بیداری کی حالت میں جسمِ اطہر کے ساتھ ہُوا ہے، البتہ اس سے قبل خواب میں بھی واقعات دکھا دیے گئے ہوں تو انکاری کی ضرورت نہیں۔

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم) آسمانوں پر معراج کے لیے کیوں گئے اور عرش پر اللّٰہ تعالیٰ سے ملاقات کا کیا مطلب۔ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ خدا کسی خاص مقام پر موجود ہے، جبکہ اللّٰہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:" اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض (النور: ۳۵)

یعنی اللہ کا نور آسمانوں اور زمین میں ہے۔ دوسری جگہ ہے۔ فاینما تولوا فثم وجه الله (البقرہ: ۱۱۵) یعنی تم جس طرف منہ کرو، وہاں ہی اللہ متوجہ ہے۔

پہلی بات تو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ الرحمٰن علی العرش استوٰی (طٰہٰ: ۴) یعنی رحمٰن عرش پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ جیسا اس کی شان کے لائق ہے، وہی ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه (الفاطر: ۱۰) یعنی اس کی طرف پاکیزہ کلام چڑھتا ہے اور نیک کام اس کو اُٹھا لیتا ہے۔

پاکیزہ کلام سے مراد ذکر اللہ، دعائیں، تلاوتِ قرآن، علم و نصیحت کی باتیں وغیرہ یہ سب چیزیں بارگاہ رب العزت کی طرف چڑھتی ہیں اور قبولیت و توجہ کا درجہ حاصل کرتی ہیں۔

ذکر اللہ وغیرہ کا ذاتی تقاضا ہے اوپر چڑھنا۔ اس کے ساتھ دوسرے اعمالِ صالحہ ہوں تو وہ اس کو سہارا دے کر اور زیادہ بلند کرتے رہتے ہیں اور یہ مطلب بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل صالح کو بلند کرتا اور قبولیت کی معراج پر پہنچاتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ انی متوفیك ورافعك الیّ (آلِ عمران: ۵۵) یعنی میں تجھ کو لے لوں گا۔ اور اپنی طرف اُٹھالوں گا۔ دوسری جگہ ہے۔ وما قتلوہ یقیناً بل رفعه الله الیه (النساء: ۱۵۸) یعنی اور بیشک اس (عیسیٰؑ) کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ اس کو اللہ نے اپنی طرف اُٹھالیا۔

حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ہرگز مقتول نہیں ہوئے بلکہ اللہ نے اس کو آسمان پر اُٹھالیا۔ اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا۔ کیا ان آیات سے لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کسی مخصوص مقام میں ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ حرام مکہ سے مسجدِ اقصیٰ تک لے جانا ذکر کیا ہے۔ اس سے یہ ثابت تو نہیں ہوتا کہ مسجدِ اقصیٰ اللہ تعالیٰ کا رہائشی مکان ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایک رات میں اتنی لمبی زمین و آسمان کی مسافت کیسے طے ہوگئی۔ یا کرۂ ناز اور زمہریر میں سے کیسے گزرے ہوں گے نیز اہلِ یورپ کے خیال کے مطابق جبکہ

آسمانوں کا وجود ہی نہیں تو ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر اور دوسرے سے تیسرے پر لگاتار اِس شان سے تشریف لے جانا کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن آج تک کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کی جا سکی کہ آسمانوں کا وجود نہیں ہے۔

رہا ایک رات میں اتنا طویل سفر طے کرنا، تو تمام حکما تسلیم کرتے ہیں کہ سُرعتِ حرکت کے لیے کوئی حد نہیں ہے۔ اب سے سو برس قبل تو کسی کو یہ یقین نہیں آ سکتا تھا کہ تین سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی موٹر تیار ہو جائے گی یا تیس ہزار فٹ کی بلندی تک ہوائی جہاز کے ذریعے پرواز کر سکیں گے اسٹیم اور بجلی کے کرشمے کس نے دیکھے تھے کرۂ نار تو آج کل ایک لفظ بے معنی ہے۔ البتہ بلند پروازی کے وقت سخت ٹھنڈک کا مقابلہ کرنے کے لیے طیّاروں میں آلات لگا دیے گئے ہیں جو اُڑنے والوں کی، انجماد سے حفاظت کرتے ہیں۔

اب تو امریکہ کا دعویٰ ہے کہ ہم چاند تک بخوبی آ جا سکتے ہیں۔ یہ دعویٰ ہی نہیں، بلکہ ہزاروں لاکھوں آدمی ٹیلی ویژن پر انہیں چاند پر جھنڈے گاڑتے ہوئے دیکھ چکے ہیں۔

یہ تو مخلوق کی بنائی ہوئی مشینوں کا حال تھا، اللہ کی بلاواسطہ پیدا کی ہوئی مشینوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ زمین یا سورج چوبیس گھنٹوں میں کتنا فاصلہ طے کرتے ہیں۔ روشنی کی شعاع ایک منٹ میں کہاں سے کہاں پہنچتی ہے۔ بادل کی بجلی مشرق میں چمکتی اور مغرب میں گرتی ہے اور اس تیزی میں پہاڑ بھی آ جائے تو پرِ کاہ کے برابر حقیقت نہیں سمجھتی۔ جس خدا نے یہ چیزیں پیدا کیں وہ قادرِ مطلق اپنے حبیبؐ کے براق میں ایسی برق رفتاری کی کلیں اور حفاظت و آسائش کے سامان نہ رکھ سکتا تھا جس سے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بڑی راحت اور تکریم کے ساتھ چشم زدن میں ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل ہو سکیں۔ شاید اسی لیے معراج کے واقعے کا بیان لفظ "سبحان" سے شروع فرمایا تاکہ جو لوگ کوتاہ نظری اور تنگ خیالی سے حق تعالیٰ کی لامحدود قوت کو اپنے وہم و اندازہ کی چہار دیواری میں محصور کرنا چاہتے ہیں، کچھ اپنی گستاخیوں اور عقل کی عیاریوں پر شرمائیں۔

دل سے سب دُور ہوئے رنج و الم آج کی رات
کیونکہ محبوبؐ پہ ہے لُطف و کرم آج کی رات

کرسی و لوح و قلم دیکھ کے شانِ حضرتؐ
بہرِ تسلیم ہوئے جاتے ہیں خم آج کی رات

باادب ایک کے بعد ایک جو بڑھتا ہے مَلک
فخر سے چُومتا ہے شہؐ کے قدم آج کی رات

کس سے ہو سکتی ہے مدّاحئ محبوبِؐ خدُا
حبّذا مرتبہ و جاہ و حشم آج کی رات

منعکس ہوتے ہیں جس جا پہ نشانِ سرکارؐ
کیا ضیا دیتے ہیں وہ نقشِ قدم آج کی رات

خلوتِ خاص ہیں جس وقت ہوئے راز و نیاز
تھے فقط پیشِ نظر شاہؐ کے ہم آج کی رات

جس جگہ پہ نہ ہو جبریلؑ کو جانے کی مجال
اُس جگہ ہیں شہِ والاؐ کے قدم آج کی رات

آج جبریلؑ ہیں پلکوں کو بچھائے دیتے
جاتے ہیں عرش پہ جو شاہِ اُممؐ آج کی رات

آپ کے در پہ رضا آیا سوالی بن کر
اس کو بھی شاد کرو بہرِ کرم آج کی رات

رضا امروہوی (بھارت)

لیلۃ الاسریٰ

منظہرِ مرتبہ و شان ہے معراج کی رات
حق کے دیدار کا سامان ہے معراج کی رات

شاد ایک ایک مسلمان ہے معراج کی رات
سب پہ اللہ کا احسان ہے معراج کی رات

یوں تو ہے آپؐ کی سیرت کا ہر عنوان حسیں
مگر اک خاص ہی عنوان ہے معراج کی رات

فرش سے عرشِ بریں پر شہِ بطحاؐ پہنچے
مرے سرکارؐ کی کیا شان ہے معراج کی رات

قدمِ پاکِ نبیؐ عرشِ بریں کی زینت
ہر ملک ششدر و حیران ہے معراج کی رات

از زمیں تا بہ فلک آج ملک صف بستہ
اللہ اللہ یہ سامان ہے معراج کی رات

آپؐ کی شان سے حیرت میں ہیں دونوں عالم
ہر جہاں دیدۂ حیران ہے معراج کی رات

پوچھتی پھرتی ہیں حوریں متحیّر ہو کر
کون اللہ کا مہمان ہے معراج کی رات

کیوں نہ اس رات پہ قربان ہو جنّت کا نکھار
شاہدِ عظمتِ انسان ہے معراج کی رات

حکیم ابوالکمال ماہر دہلوی (حکیم نابینا)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اہلِ فردوس ہیں سب نغمہ سرا آج کی رات
سازِ ہستی کو ملا سوزِ بقا آج کی رات
نورُ افزا ہے دو عالم کی فضا آج کی رات
عید کے دن سے حسیں ہے بخدا آج کی رات

کر دیا دین، محمدؐ پہ خدا نے کامل
سلسلہ ختمِ نبوّت کا ہُوا آج کی رات
تابشیں نورِ حقیقت کی دکھانے کے لیے
اپنے محبوبؐ کا طالب ہے خدا آج کی رات

عکس اَفگن ہے محمدؐ پہ جمالِ یزداں
نُور پہ نُور کو دیکھا ہے فدا آج کی رات
آپ پردے میں چلے آیئے، پردہ کیا ہے
عرش کے پردے سے آتی ہے صدا آج کی رات

قربتِ دوست ہے خلّاقِ جہاں کو منظور
قابِ قوسین کا ہے شور بپا آج کی رات
اللہ اللہ وہ سُلطانِ مدینہ کا جمال
جس کا نظّارہ ہے مقبول خدا آج کی رات

ہر گنہگار کی بخشش کا نبیؐ سے طالق
داورِ حشر نے اقرار کیا آج کی رات

ـــــــــ طالوتے ہمدانی

عجب نقشہ دکھایا جا رہا ہے کہ عالم کو سجایا جا رہا ہے
احد احمدؐ پہ چھایا جا رہا ہے حجابِ میم اٹھایا جا رہا ہے
بنے کو پھر بنایا جا رہا ہے

ملک سِدرہ کے در پہ ہیں سلامی ہے محوِ خواب وہ ذاتِ گرامی
لگا کر پا سے آنکھیں ہیں کلامی "فقم قُم یا جیسی کم تنامی"
ادب سے یُوں جگایا جا رہا ہے

دکھانی تھی بشر کی شان و شوکت فرشتوں میں بھی کی قائم امامت
بنی نعلین تاجِ عرشِ رفعت بڑھانی تھی شبِ اسرا کی عظمت
اِسی باعث بلایا جا رہا ہے

حجابِ قدس میں اللہ اکبر محبِ محبُوب، بندہ بندہ پرور
یہاں ہیں اہلِ عقل و ہوش ششدر مقابل آئنے کے آئنہ گر
بہر صورت خودُ آیا جا رہا ہے

سراج اب تک نہ تو یہ بھید جانا بنی معراج بخشش کا بہانہ
ہے کیا اِس جانے آنے کا ٹھکانا کہ جانا نفی اور اثبات آنا
یہ اِک نکتہ بتایا جا رہا ہے

—— سراج آغائی

شبِ معراج

نبی تو سارے میانِ اقصیٰ مثالِ انجم دمک رہے ہیں
حضورؐ نبیوں کی انجمن میں سراج بن کر چمک رہے ہیں

زمانہ ساکت، فضا معنبّر، خوشی میں رقصاں ہے آج صرصر
زمیں پہ معراجِ مُصطفیٰؐ کی خوشی میں سبزے لہک رہے ہیں

کھلے ہیں قصرِ دُنا کے گلشن، نجومِ شمس و قمر ہیں روشن
جبینِ حور و ملائکہ سے خوشی کے عنصر جھلک رہے ہیں

امامِ اقصیٰ سوارِ رفرف چلے ہیں سدرہ سے عرشِ اعظم
جہاں سے روح الامیںؑ بھی آگے قدم بڑھاتے جھجک رہے ہیں

یہ عظمت و شانِ مصطفائیؐ، یہ فضل و انعامِ کبریائی
کہ قدسیانِ مقرّبیں بھی وفورِ حیرت سے تک رہے ہیں

فلک پہ رقصاں ہیں حُور و غلماں، زمیں پہ شاداں ہیں جنّ و انساں
گروہِ ابلیس کے دلوں میں حسد کے شعلے بھڑک رہے ہیں

یہ بھینی بھینی ہوا کے جھونکے، دماغ انساں ہیں مہکے مہکے
کُھلے ہیں مُشکِ ختن کے نافے کہ اُن کے گیسو مہک رہے ہیں

ہے کتنی پُر نُور ان کی محفل کہ زیبِ مسند ہیں بدرِ کامل
صحابہؓ یوں جلوہ گر ہیں جیسے زمیں پہ تارے دمک رہے ہیں

تمہیں پہ کیا منحصر سکندؔر کہ تم سے افضل اور تم سے بہتر
حضورؐ کے گلشنِ ثنا میں ہزاروں بلبل چہک رہے ہیں

سکندؔر لکھنوی (کراچی)

کیا کہیے، کسے علم کہ ہے کیا شبِ معراج
ہے معجزۂ صاحبِ بطحا شبِ معراج

گم جلوۂ رب میں ہے کماندارِ عرب آج
دو قوس ہوئے نور کے یکجا شبِ معراج

خالق ہے جو بے جسم تو بے سایہ محمدؐ
جلوے سے ملا خوب یہ جلوہ شبِ معراج

تھا حسنِ ازل جذبِ جمالِ نبویؐ میں
خود حسن ہوا حسن پہ شیدا شبِ معراج

مانندِ دعا پہنچے، بہ شکلِ اثر آئے
سرکارِ دَنا فَتَدَلّٰی شبِ معراج

نقشِ قدمِ سرورِ دیںؐ لطفِ خدا سے
دے آئے شرف عرش کو کیا کیا شبِ معراج

سب ہے یہ رئیسؔ اُس مدنی چاند کا صدقہ
کونین میں بٹتا ہے جو صدقہ شبِ معراج

کیا سمجھے راز کوئی معراجِ مصطفیٰؐ کے
ہیں خلوتِ دَنا میں مہمان وہ خدا کے

ہیں سرورِ دو عالمؐ سردار انبیاء کے
اللہ رے یہ رتبے محبوبِؐ کبریا کے

سینا پہ پا برہنہ موسیٰؑ گئے بلائے
ہیں عرش کی جبیں پر داغ ان کے نقشِ پا کے

روشن ہیں فرش و عرش و کون و مکاں ابد تک
جلوے کہاں کہاں ہیں انوارِ مصطفیٰؐ کے

پہنچے حضورؐ آگے جب عرش کی حدوں سے
پردے اُٹھے ہوئے ہیں قوسین اور دَنا کے

نعتِ حبیبِؐ حق ہے حصہ رئیسؔ اپنا
اپنی زباں میں سارے انداز ہیں ضیا کے

رئیسؔ بدایونی ضیائی (اسلام آباد)

اے سرورِ لَوْ لَاکَ لَمَا، سیّد و سرتاج
یہ کُرسیٔ قوسین مبارک ہو تجھے آج
اے صلِّ علیٰ، کون و مکان پہ یہ ترا راج ـــــــ اے صاحبِ معراج

سرکار یہ سلطانیٔ ثقلین مُبارک
یہ مرتبہ و مسندِ کونین مُبارک
حاضر ہیں سلامی کو فرشتوں کی یہ افواج ـــــــ اے صاحبِ معراج

کب روک سکے نُور کی یلغار شبِ تار
کیا چادرِ افلاک، یہ کیا بھاپ کی دیوار
اِک نُور کا دریا ہے کہ تا عرش ہے موّاج ـــــــ اے صاحبِ معراج

ہے آج زمیں سُوئے فلک مائلِ پرواز
سرکارؐ نے روکا تو یہ بولی وہ بصد ناز
پاؤں کو ترے چُوم لیا، ہو گئی معراج ـــــــ اے صاحبِ معراج

جعفر طاہر

معراج کیسے؟

تحریر :- آغا غیاث الرحمٰن انجم

اگر حضورؐ دن کے اُجالے میں، سب کے سامنے معراج کے لیے تشریف لے جاتے تو لوگوں کے لیے اس واقعہ کو ماننا کچھ مشکل نہ ہوتا۔ بلکہ دن کی روشنی میں آپؐ کو سفرِ معراج پر روانہ ہوتے دیکھ کر، ہر دیکھنے والا شخص آپؐ کے معراج کا گواہ بن جاتا۔ لیکن رات کی تاریکی میں آپؐ کو لے جانے میں خدا کی حکمت و مرضی یہ تھی کہ دیکھا اور پرکھا جائے کہ کون ہے، راسخ العلم اور صادق الایمان شخص جو صرف حضورؐ کے فرما دینے سے بن دیکھے ہی اس واقعۂ معراج پر ایمان لے آتا ہے۔ چنانچہ حضورؐ کے معراج سے واپس آنے پر یہ فیصلہ ہو کر رہا۔ کہ خوش قسمت کون ہے اور بد قسمت کون؟ پھر چشم گردوں نے یہ دیکھا کہ جس طرح حضرت ابوبکرؓ نے حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے میں پہل کی، اسی طرح، حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت خاتم الانبیاءؐ کے معراج پر مہرِ تصدیق ثبت کرنے میں سبقت کی۔

گویا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ذات، حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰؐ کی نبوت اور معراج پر، سب سے پہلی، سب سے سچی، سب سے بڑی اور سب سے محکم و اکمل دلیل ہے۔

لفظ ”براق“ برق سے مشتق ہے۔ جس کے معنیٰ یہ ہیں۔ بجلی۔ اب ظاہر بات ہے کہ جس رفتار سے بجلی چلتی ہے، براق بھی اسی رفتار سے چلا ہو گا۔

ماہرین بتاتے ہیں کہ (مصنوعی)، بجلی کی رفتار، تقریباً ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ مگر آسمانی بجلی کی رفتار اس مصنوعی بجلی کی رفتار سے کہیں زیادہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکا ہے۔ اسی سے قیاس کیا جا سکتا

ہے کہ جس براق (بجلی) پر جناب رسالت مآبؐ کو سوار کر کے سیر کرائی گئی، اس کی رفتار کا اندازہ کیا ہو سکتا ہے۔ البتہ بزرگوں نے اس براق کی رفتار کی مجمل طور پر حد کچھ اس طرح متعین کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں، براق کی تیز رفتاری کا عالم یہ تھا کہ نگاہ جہاں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے، وہاں اس براق کا پہلا قدم پڑتا تھا۔ اس تیز گامی کے ساتھ حضورؐ اس سفر کو روانہ ہوئے۔

انبیائے کرام مسجدِ اقصیٰ میں حضورؐ کے ساتھ ملتے ہیں، پھر آسمانوں میں ملتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟

جواب: مسجدِ اقصیٰ میں نماز کے بعد، جبرئیلؑ نے حضورؐ کو بتایا کہ آپؐ نے انبیاء کی امامت فرمائی ہے۔ کیونکہ تمام نبی علیہ السلام آپؐ کی پیشوائی اور استقبال کے لیے مسجدِ اقصیٰ میں جمع ہو گئے تھے۔ جب یہ تقریب ختم ہو گئی اور آنحضرتؐ انبیا کی امامت فرما چکے تو پھر سب نبیؑ اپنے اپنے مسکن کی طرف، اللہ کی قدرت اور اللہ کے حکم سے روانہ ہو گئے۔

یہ ایسے ہی ہے جیسے اگر کوئی بیرونی سربراہِ مملکت پاکستان آئے، تو صدرِ پاکستان اس کے استقبال کے لیے کراچی کے ہوائی اڈے پر تشریف لے جاتے ہیں۔ رسمی استقبال کرنے اور رسمی کارروائیوں سے فراغت کے بعد، ایسا بھی ہوتا ہے کہ صدرِ مملکت اپنے صدر مقام یعنی اسلام آباد واپس تشریف لے آتے ہیں۔ یہاں تک کہ معزز مہمان پاکستان کے مختلف شہروں اور مقاموں کی سیر کرنے کے بعد، جب اسلام آباد پہنچتا ہے، تو وہاں پر بھی صدرِ مملکت سے ملاقات ہوتی ہے۔

اسی طرح حضورؐ، جب مسجدِ اقصیٰ میں پہنچے، تو تمام انبیاءؑ آپ کے استقبال کے لیے وہاں موجود تھے۔ جب یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی تو انبیاء علیہم السلام اپنے مقامات اور آسمانوں کی طرف واپس چلے گئے۔ اور جب حضورؐ ان کے مقررہ مقامات سے گزرے تو وہاں پر بھی ان کی ملاقات حضورؐ سے ہو گئی۔ اور وہاں پر تفصیلی تعارف، حضورؐ کے ساتھ ہوا۔ نیز یہ دکھا دیا گیا کہ فلاں نبیؑ کا مقام فلاں آسمان پر اور فلاں نبیؐ کا فلاں جگہ پر ہے۔

جس طرح کسی ملک کا وزیر جیل کا معائنہ کرے، تو یہ اس کی شان کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس کے منصب کا تقاضا ہے کہ وہ اس محکمے اور شعبے کی خبر گیری کرے۔ پھر اس معائنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وزیر کو جیل کی کسی کوٹھڑی میں سزا کے طور پر بند کر دیا گیا ہے بلکہ اس کا اصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ وزیر کو جیل، جیل کے مسائل اور قیدیوں کی حالت سے آگاہ کیا جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسم اور روح کے ساتھ، بیداری کی حالت میں شرفِ معراج حاصل ہوا تھا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جب حضورؐ نے واپسی پر لوگوں کو معراج کی بابت بتایا تو ابوجہل اور بعض دیگر لوگوں نے اس کا انکار کیا۔

ابوجہل اور دیگر انکار کرنے والوں کا انکار، دلیل ہے کہ اس بات کی کہ حضورؐ نے جسمانی معراج ہی کا دعویٰ اور اعلان کیا تھا۔ اگر آپ خواب یا روحانی سیر کا دعویٰ کرتے تو کوئی شخص اس کو نہ جھٹلاتا۔ کیونکہ خواب کے عالم میں کہاں سے کہاں کا پل بھر میں سفر نہ عقل کے خلاف ہے اور نہ انکار کے قابل۔

اسی طرح، اگر حضورؐ نے یہ فرمایا ہوتا کہ میں نے خواب میں معراج کیا ہے یا مجھے روحانی معراج ہوا ہے تو نہ ابوجہل کو انکار کی ضرورت تھی اور نہ دیگر منکرین کو شک کی حاجت۔ اعتراض اور انکار ہوا تو صرف اس لیے کہ حضورؐ نے خواب یا روحانی معراج کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ جسم و روح کے ساتھ، بیداری کے عالم میں سفرِ معراج کا ذکر کیا تھا جس کو، ناممکن سمجھ کر ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

یہ ساری بحث، یعنی ابوجہل اور بعض لوگوں کا انکار ہی سب سے بڑی دلیل ہے اس بات کی کہ حضورؐ نے جسم، روح اور بیداری کی حالت میں معراج کا اعلان کیا تھا۔ اور آپؐ کا یہ اعلان ناقابلِ تردید حقیقت ہے ہمارے اس عقیدے کی کہ حضورؐ کو جسمانی معراج ہوا تھا۔

معراج کے بارے میں قرآنِ مجید کے الفاظ یہ ہیں:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا

سُبْحٰنَ الَّذِیْ یعنی پاک ہے وہ ذات (خدا) ہر عیب، ہر نقص اور ہر احتیاج سے۔ وہ (خدا) بے عیب، تمام نقائص سے پاک اور طاقت و قدرت والا ہے۔ وہ کسی معاملے میں کسی کا محتاج نہیں۔ چونکہ عظیم الشان، محیر العقول اور فقید المثال واقعے بلکہ معجزے کا ذکر ہونے والا ہے، اس لیے سب سے پہلے خدا کی طاقت، اختیار، اس کی قدرت و حکمت اور علو مرتبت کا یقین دلایا گیا ہے تاکہ خدا کی شان اور طاقت و قدرت کو بیان کرنے کے بعد، جس واقعہ کا ذکر ہونے والا ہے، اس کے واقع ہونے میں کسی قسم کے شک اور شبہے کی گنجائش ہی نہ رہے۔ اَسْرٰی سیر کرائی۔ آپ دنیا کی تمام ڈکشنریاں کھنگال لیں۔ اسریٰ کا مطلب اور معنیٰ یہی برآمد ہوگا کہ "جسم اور روح کے ساتھ حالتِ بیداری میں چلنے کو اسراء کہتے ہیں"۔

قرآن حکیم میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کو بستی سے نکلنے کا حکم ان الفاظ میں دیا۔ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ ھود: ۸۱۔ (اپنے ماننے والوں کے ساتھ رات کے حصے میں بستی سے نکل جا) حضرت لوطؑ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور بستی سے نکل گئے۔ ایک موٹی عقل والا آدمی بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ یہ ہجرت خواب کی حالت میں تو ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ اس کا ترجمہ یہ کیا جائے کہ اے لوطؑ! تو نکل جا خواب میں یا روحانی طور پر تو یہ بڑا مضحکہ خیز ترجمہ بن جاتا ہے جو منشائے خداوندی اور تاریخی حقیقت کے بالکل اُلٹ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم ہوتا ہے تو ان الفاظ میں "وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝" الشعراء: ۵۲ (اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنے پیروکاروں کے ساتھ راتوں رات نکل جا)، چنانچہ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کے ہمراہ، فرعون کی بستی سے نکل گئے۔ ظاہر بات ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور آپ کی قوم روحانی حیثیت سے یا خواب کی حالت میں اس بستی سے نہیں نکلے بلکہ جسم اور روح کے ساتھ بیداری کے عالم میں بستی سے نکلے ہیں۔

ان تمام تر قرآنی اور مستند تاریخی شواہد و واقعات کی موجودگی ہیں، جو شخص اصرار کرے کہ اِسراء کا معنیٰ خواب میں سیر کرنا یا روحانی طور پر چلنا ہے تو اس کے بارے میں اور کیا کہا جاسکتا ہے ــــــ کہ اگر وہ بالکل جاہل نہیں تو کم از کم احمق ضرور ہے۔

بِعَبْدِہٖ ۔ عبد کے معنیٰ "بندہ" ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ عبد (بندہ) کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر یکساں ہوتا ہے۔ روح کے بغیر جسم اور جسم کے بغیر بندہ نہیں ہے بندہ تو جسم و روح کے مجموعے کا نام ہے۔ بالفرض حضورؐ کا معراج، روحانی یا خوابی ہوتا تو قرآن حکیم میں لفظِ عبد کی بجائے روح یا رُؤیا کے لفظ استعمال ہوتے۔ زبانیں عطا کرنے والے اور بولیاں سکھانے والے اللہ علیم و خبیر کے ہاں الفاظ کا قحط نہیں کہ وہ کسی واقعہ کے مناسب حال، الفاظ نہ لاسکے۔ چونکہ معراج، جسم اور روح کے ساتھ بیداری کی حالت میں ہوا تھا۔ اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہی الفاظ استعمال کئے جو اس واقعہ کے ساتھ پوری مناسبت رکھتے ہیں۔ ان الفاظ کا، اس واقعۂ معراج کے ظاہری اور باطنی مفہوم کے ساتھ پوری پوری مطابقت رکھنا بھی دلیل ہے اس بات کی کہ حضورؐ کو جسم و روح کے ساتھ، بیداری کی حالت میں معراج کا شرف حاصل ہوا۔

آگ کا کیڑا آگ ہی میں اور پانی کی مخلوقات پانی ہی میں زندہ رہتی ہیں۔ اس حقیقت کے ہوتے ہوئے یہ مفروضہ بالکل غلط ثابت ہوا کہ کوئی جاندار آتشیں اور سرد ترین کُروں میں زندہ نہیں رہ سکتا۔

یہ بات بھی سامنے آچکی ہے کہ سفرِ معراج پر روانہ ہونے سے قبل حضورؐ کا سینہ چیر کر اُسے حکمت سے معمور کر دیا گیا۔ گویا شقِ صدر اور اُسے حکمت سے معمور کرنا، سفرِ معراج میں آنے والے کُروں اور فضاؤں کو بحفاظت عبور کرنے کا سامان تھا جس طرح خلا و چاند کا سفر کرنے والے خلائی لباس پہن کر چاند پر جاتے ہیں۔ تو اس خاص لباس کی وجہ سے ان پر راستے کے شدید اور خطرناک قسم کے موسموں کا اثر نہیں ہوتا۔ اسی طرح حضورؐ جب شقِ صدر کے بعد اس سفر پر روانہ ہوئے تو

شقِ صدر کے بعد، آپؐ کے اندر اتنی قوت
اور استعداد پیدا ہو چکی تھی کہ یہ پورا سفر طے کرنے کے باوجود راستے کے موسموں
اور کُروں کے شدید اثرات سے آپؐ کا جسمِ اطہر محفوظ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ
سلامتی کے ساتھ ان تمام کُروں کو طے کرتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں پہنچے اور
پھر وہاں سے بخیریت اپنے مکان پر واپس تشریف لائے۔

دنیا کے بیشتر مذاہب فرشتوں پر اور ان کے وجود پر کسی نہ کسی صورت میں
یقین رکھتے ہیں، اور یہ بات ان مذاہب میں مشترک و مسلّم ہے کہ خدا کے فرشتے
زمین پر اُتر کر اللہ کے خاص بندوں کو اللہ کا پیغام دیتے اور پھر آسمانوں میں واپس
چلے جاتے ہیں۔

جب ایک فرشتہ جو چاند اور ہے، زمین پر اُترتا اور پھر تمام کُروں کو طے کرتا
ہوا اپنے مقام پر بحفاظت واپس چلا جاتا ہے، تو حضرت محمدؐ مصطفیٰؐ کے لیے کیا
مشکل ہے کہ ان کُروں کو بغیر تکلیف کے پار نہ کر لیں۔ اب تو انسانوں کے ہاتھوں
کے بنائے ہوئے راکٹ، سیارے اور خود انسان چاند پر پہنچ رہا ہے۔ جب انسان
اور اس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے راکٹ اور سیارے چاند پر پہنچ سکتے ہیں
تو اللہ کا ایک بندہ، بلکہ کائنات کا لُبِ لباب اور مقصود، جناب محمدؐ مصطفیٰ چاند
سے بھی آگے کیوں نہیں جا سکتے؟

ہم کب یہ کہتے ہیں کہ معراج پر حضورؐ خود گئے؟ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خود خالقِ کائنات
اللہ تبارک و تعالیٰ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰؐ کو لے گیا۔ قرآن پاک کے الفاظ
کے مطابق:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا

پاک ہے وہ اللہ، جس نے سیر کرائی اپنے بندے (حضرت محمدؐ) کو رات
کے تھوڑے سے حصّے میں۔

یعنی لے جانے والا خدا اور جانے والے محمدؐ مصطفیٰؐ۔ پھر کون کافر اس

آنے جانے میں شک کرے۔

حضورؐ، براق پر بیٹھ کر اس سفر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ جو "برق" سے مشتق ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں "بجلی"۔ یہ مصنوعی بجلی جو ہمارے استعمال میں آتی ہے، اس کی رفتار کے بارے میں ماہرین یہ بتاتے ہیں کہ یہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کا سفر سیکنڈ میں طے کرتی ہے اور براق وہ بجلی ہے جو براہِ راست خدا کے کنٹرول میں ہے اور اس کی رفتار کا صحیح اندازہ یا تو خدا جانتا ہے یا مصطفیٰؐ۔ جب مصنوعی بجلی کم و بیش دو لاکھ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چل سکتی ہے تو جس بے انتہا تیز رفتار بجلی کی سواری پر حضورؐ نے سفرِ معراج طے کیا، وہ رات کے تھوڑے سے حصے میں آفاقی سفر طے کر کے حضورؐ کو، حضورؐ کے مکان پر واپس نہیں پہنچا سکتی؟ باور کیا جاتا ہے کہ براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ نگاہ جس انتہا پر جا کر ختم ہو جاتی ہے، وہاں اس براق کا ایک ایک قدم پڑتا تھا۔ اگر اسباب کے ساتھ ایسی تیز رفتاری ممکن ہے تو مسبب الاسباب، خداوندِ قدوس کے امر و حکم سے چشم زدن میں، معراج کی شب ان تمام مقامات کا سفر کرنے کے بعد حضورؐ کا اپنے مقام پر واپس تشریف لے آنا، ممکن کیوں نہیں؟

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ "حضورؐ کائنات کی روح ہیں"۔ جس طرح جسم سے روح سے نکل جائے تو جسم بے جان اور مردہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب حضورؐ معراج کی رات، کائنات کے جسم سے باہر آفاقی کائنات میں تشریف لے گئے تو گویا کائنات میں سے روح نکل گئی۔ اب جس طرح جسم سے روح نکل جائے تو وہ بے حس و حرکت رہ جاتا ہے۔ نہ قدم اٹھا سکتا ہے اور نہ حرکت کر سکتا ہے۔ اسی طرح جب حضورؐ کائنات کے جسم سے باہر، کائناتِ آسمانی میں تشریف لے گئے تو کائنات میں سے روح نکل گئی۔ اور یہ ساری کائنات اور کائنات کی تمام چیزیں بے حس و حرکت رہ گئیں۔ نہ کائنات حرکت کرتی ہے اور نہ کائنات کی کوئی چیز۔ بلکہ جو چیز جہاں پر تھی، وہیں پر کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ سورج جس نکتے پر

پہنچا تھا، اس کی گردش وہیں پر رُک گئی۔ کیونکہ کائنات کی روح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی حدوں سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ چاند جس عروج پر تھا، وہیں پر ٹھہر گیا، کیونکہ کائنات کی روح، آقائے نامدار کائنات میں موجود نہ تھے۔ ہوا کا جھونکا، جہاں تک پہنچا تھا وہیں پر اٹک گیا۔ کیونکہ کائنات کی روح حضرت محمدؐ مصطفیٰ جسم کائنات سے باہر نکل کر کسی اور کائنات میں تشریف لے جا چکے تھے۔ اگر پانی کی لہر، ساحل سمندر سے ٹکرانے کے لیے اُٹھی تھی تو وہ جم کر وہیں رہ گئی، کیونکہ کائنات کی روح، حضرت محمدؐ مصطفیٰ کائنات میں تشریف فرما نہ تھے۔ اگر کسی شخص نے سوتے میں اپنا سر کھجانے کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو اس کا ہاتھ فضا ہی میں معلق رہ گیا۔ کیونکہ کائنات کی روح، جناب احمدِ مجتبیٰؐ، کائنات کی حدوں سے باہر تشریف لے جا چکے تھے۔

غرضیکہ جو چیز جہاں پر تھی، وہیں کی وہیں رہ گئی۔ ہر چیز کی حرکت اور گردش روک دی گئی۔ اب یا تو خدا جانتا ہے یا حضورؐ جانتے ہیں کہ کتنا عرصہ اس کائنات سے باہر رہے۔ ہم نہ جانتے ہیں اور نہ اس کا اندازہ کر سکتے ہیں کیونکہ اندازہ تو وہ کرے، جو زندہ ہو۔ جب ساری کائنات بے جان مُردے کی طرح بے حس و حرکت کر دی گئی ہو تو وقت کا اندازہ اور احساس کون کر سکتا ہے؟

ہاں! وہ طویل وقت، جس کا اندازہ ہمارے بس سے باہر ہے، اس کا احساس قرآنِ مجید نے ان الفاظ میں یوں کرایا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا

اے لوگو! جس وقت کا اندازہ اور احساس تم نہیں کر سکتے، اس کا اندازہ اور احساس ہم تمہیں یوں کراتے ہیں کہ تمہاری نگاہ میں یہ وقت، وسعتوں کے لحاظ سے لا متناہی کیوں نہ ہو۔ مگر ہمارے پیمانے کے مطابق، یہ فقط رات کا تھوڑا سا حصہ تھا۔ جس میں ہم نے اپنے محبوب، حضرت محمدؐ کو ان سارے مقامات کی سیر کرانے کے بعد ان کو ان کے مکان میں واپس بھی بھیج دیا۔

القصہ! جب تک حضورؐ کائنات سے باہر رہے، یہ دھرتی، یہ زمین، یہ کائنات بے حس و حرکت پڑی رہی۔ اور جب حضورؐ تمام مقامات کی سیر کرنے کے بعد کائنات میں واپس تشریف لے آئے۔ تو جس طرح، مردہ جسم میں روح ڈال دی جائے تو اس میں جان اور زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سے حضورؐ کے واپس آنے سے اس کائنات اور کائنات کی ہر چیز میں جان اور زندگی پیدا ہو گئی۔ کائنات کی حرکت جہاں رُکی تھی، وہاں سے حرکت دوبارہ شروع ہو گئی۔ سورج جس نکتے پر رُکا تھا اُس نکتے سے اپنے سفر کا پھر آغاز کیا۔ چاند جس منزل پر ٹھہر گیا تھا، اُس منزل سے وہ پھر جانبِ سفر روانہ ہوا۔ ہوا کا جھونکا جہاں اٹکا تھا، وہاں سے اُس نے پھر چلنا شروع کیا۔ پانی کی موج جس مقام پر منجمد ہوئی تھی، وہاں سے اچھل کر پھر سے ساحلِ سمندر سے ٹکرانے کے لیے پَر تولنے لگی۔ اگر کسی کا ہاتھ گردشِ کائنات کے رُکنے کے ساتھ ہی تھم گیا تھا تو اس ہاتھ نے پھر سے حرکت میں آ کر اپنا عمل اور کام شروع کر دیا۔ غرضیکہ مردہ کائنات میں پھر سے زندگی اور حرکت شروع ہو گئی۔ کیونکہ کائنات کی روح حضرت محمد مصطفیٰ کائنات کے جسم میں داخل ہو کر تشریف لے آئے تھے۔ پھر حضورؐ کائنات کی گردش کو جس نکتے پر چھوڑ کر گئے تھے، جب آپؐ واپس تشریف لے آئے تو پوری کائنات نے اسی نکتے سے پھر حرکت شروع کر دی اور کائنات کی ہر چیز اپنے معمول پر آ گئی۔

اس مثال کو یوں سمجھیے کہ جس طرح اگر وقت بتانے والی گھڑی کو چلنے سے روک دیا جائے تو جس ہندسے پر گھڑی کو کھڑا کیا جائے گا، گھڑی بال برابر آگے نہیں چلے گی۔ جب تک کہ اسے چابی دے کر چالو نہ کیا جائے، خواہ ایک برس گزر جائے یا ایک ہزار سال۔ گھڑی تبھی چلے گی، جب اُسے چالو کیا جائے گا اور جب اسے چالو کیا جائے گا تو وہ اسی ہندسے سے چلے گی جہاں پر آپ نے اسے چھوڑا تھا۔

گویا چابی گھڑی کی روح ہے۔ جب تک آپؐ گھڑی کو چابی دیتے رہیں گے

گھڑی کی زندگی اور حرکت برقرار رہے گی اور وہ آپ کو وقت بتاتی رہے گی۔ جب گھڑی کو چابی دینا بند کر دی جائے گی تو گھڑی کی سوئیاں رُک جائیں گی۔ کیونکہ اس کی روح اس کے جسم میں موجود نہیں ہے۔ ٹھیک اسی طرح جب روحِ کائنات حضرت محمدؐ رسول اللہ کائنات کی حدوں سے باہر نکل گئے تو کائنات کی گردش بے چابی کی طرح رک گئی اور جب آپؐ واپس کائنات میں تشریف لا کر کائنات کی حدوں میں داخل ہو گئے تو جس طرح رُکی ہوئی گھڑی کو چابی دے کر چلایا جاتا ہے، اسی طرح کائنات کی گردش کو پھر سے حرکت دے کر رواں دواں کر دیا گیا۔ پھر جس طرح رکی ہوئی گھڑی کو دوبارہ حرکت دینے سے اُسی ہندسے سے حرکت کرتی ہے جس ہندسے پر اس کی حرکت کو روک دیا گیا تھا، اسی طرح حضورؐ کے دوبارہ کائنات کی حدوں میں داخل ہونے پر، کائنات کی حرکت و گردش کو پھر اسی نکتے سے جاری کر دیا گیا جس نکتے پر حضورؐ اس کو چھوڑ کر گئے تھے کیونکہ کائنات کی روح جنابِ رسالت مآبؐ کائنات میں تشریف لے آئے تھے

اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے۔ ہر پیغمبر نے خدا کا پیغام خدا کے بندوں کو دیا۔ اچھے لوگوں کو جنت کی بشارت دی اور برے لوگوں کو جہنم کے عذاب سے ڈرایا۔ مگر کوئی پیغمبر ایسا نہ تھا جس نے اپنی آنکھوں جنت دوزخ کا مشاہدہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام پیغمبروں میں سے حضور خاتم النبیینؐ کو منتخب فرما کر معراج کی رات جنت، جہنم، آسمانی اور آفاقی نظام کا مشاہدہ کرا کے حجت تمام کر دی کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے اللہ کے یہ آخری پیغمبر، وہ پیغمبر ہیں جو جنت جہنم، جزا سزا کے علاوہ مالکِ ارض و سما، اللہ تبارک و تعالیٰ کے وجود کے چشم دید گواہ ہیں۔ یعنی، حضورؐ اپنی آنکھوں سے ان تمام چیزوں کو دیکھ چکے ہیں۔ اور یہ مشاہدہ اس لیے تھا کہ لوگوں کو پیغمبر آخر الزماںؐ کے ذریعے یقین دلایا جائے کہ جو اللہ نے وعدے کیے ہیں وہ ٹھوس حقیقت اور یقیناً پورے ہونے والے ہیں

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا

ترجمہ: "اے نبیؐ! تجھے ہم نے بھیجا گواہ بنا کر، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا"۔ عدالتوں میں اسی شخص کی گواہی معتبر ہے جو گواہ چشم دید ہو۔ حضورؐ کو اللہ نے "شاہد" فرمایا۔ یعنی آپؐ وہ نبی ہیں جو اللہ کے انعامات، جزا، سزا، جنت و جہنم وجود باری تعالیٰ مختصر یہ کہ آپؐ خدا کی پوری خدائی کے چشم دید گواہ ہیں۔
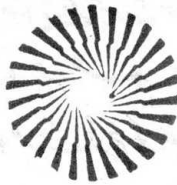
محبوبِ حق جو عازمِ عرشِ عُلیٰ ہے آج
خورشید زیرِ دامنِ شب چھُپ گیا ہے آج

شبنم ہے عطربیز معطّر فضا ہے آج
محبوب پاس اپنے محبّ کے گیا ہے آج

معراج کی ہے شب درِ رحمت کھُلا ہے آج
شانِ حبیبِ خالقِ کُل رونما ہے آج

عالم تمام ذکرِ نبیؐ کر رہا ہے آج
ہر ذرّے کی زبان پہ صلّ علیٰ ہے آج

وقتِ دُعا ہے بابِ اثر کھُل گیا ہے آج
مانگو اٹھا کے ہاتھ جو کچھ مانگنا ہے آج

وُہ سید البشرؐ ہے بشیر و نذیر ہے
معراجِ مصطفیٰؐ سے یہ ثابت ہوا ہے آج

دونوں جہاں کے سارے حجابات اُٹھ گئے
گویا کہ لامکاں سے مکاں مل گیا ہے آج

روزِ ازل سے عرش کو تھی جس کی آرزو
وُہ نورِ اوّلین مجسّم گیا ہے آج

فردوسِ گوش اُس کا بہار آفریں کلام
خلدِ نگاہ اُس کا ہر اک نقشِ پا ہے آج

آؤ کہ ہم بھی اُس پہ کریں جان و دل نثار
روح الامین جس کی ادا پہ فدا ہے آج

دل میں بس اک اُمیدِ نگاہِ کرم لیے
بیدؔل حضورِ قلب سے محوِ دُعا ہے آج

بیدؔل فاروقی

پُرفشاں کیوں نہ ہوں جبریلِؑ امیں آج کی رات
ہوں کے محبوبِؐ خدا عرش نشیں آج کی رات

پائے تصدیق پہ تکذیب کا سر خم ہوگا!
وہم کے رُخ کو پھرا دے گا یقین آج کی رات

اللہ اللہ رے مہتاب نبوّت کا فروغ
آسماں بن گئی بطحا کی زمیں آج کی رات

بن گیا ماہِ مبیں نقشِ کفِ پائے رسولؐ!
جُھک گئی فرش پہ تاروں کی جبیں آج کی رات

مرحبا صَلِّ علیٰ شانِ رسُولِؐ مدنی
واصلِ ربّ ہیں سرِ عرشِ بریں آج کی رات

ہر طرف صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ کی ہے صدا!
قلبِ کونین ہے معمورِ یقیں آج کی رات

اثرِ فیضِ قدومِ شہِ جُزو و کُل سے
ہو گئی خلدِ بریں، خلدِ بریں آج کی رات

عالمِ قدس کا ہر ذرّہ ہے مائل بہ درود
آگیا کون سرِ عرشِ بریں آج کی رات

کیا کہوں اُمّتِ عاصی کے مراتب طرفہ!
ذکر ہے اُس کا سرِ عرشِ بریں آج کی رات

(طرفہ قریشی)

جلوۂ حسنِ ملاقات تھی معراج کی رات — مصدرِ لطف و عنایات تھی معراج کی رات
مرکزِ رحمت و برکات تھی معراج کی رات — مظہرِ شانِ کمالات تھی معراج کی رات
اللہ اللہ عجب رات تھی معراج کی رات

رشکِ خورشید جو اس رات کو کہیے تو بجا — نام ظلمت کا نہ کونین میں اُس رات ملا
اس طرف نورِ محمد ﷺ تھا، اُدھر نورِ خدا — جگمگا اُٹھا تھا کونین کا ذرّہ ذرّہ
نور میں ڈوبی ہوئی رات تھی معراج کی رات

کچھ عجب اہلِ فلک میں تھا مسرت کا سماں — چشم براہ تھے فردوس میں حور و غلماں
شوقِ پابوسی میں تھا عرشِ بریں رقص کناں — خود بخود دیدۂ اسرار تھا پیہم جنباں
یہ محبت کی کرامات تھی معراج کی رات

سدرہ تک تو رہے جبریل امینؑ آپ کے ساتھ — عرش پہ پہنچے تو اللہ تھا اور آپ ﷺ کی ذات
قابَ قوسین تو کہنے کے لئے تھی اِک بات — قرب وہ تھا کہ نہ تھی کشمکشِ ذات صفات
کاشفِ جملہ حجابات تھی معراج کی رات

فرش سے عرش تک آئے گئے شاہِ والا ﷺ — آئے تو وقت وہی تھا، یہ عجب معجزہ تھا
گرم بستر رہا، زنجیر کو ہلتے پایا — حق نے کونین کے اوقات کو روکے رکھا
برتر از وہم و قیاسات تھی معراج کی رات

——— تمنّا بجنوری

گئے خلوت میں وہ عرشِ الٰہی کا اٹھا پردہ
کہ دونوں طالب و مطلوب تھے دونوں میں کیا پردہ
نیاز و ناز کے پردہ میں دیکھا یہ نیا پردہ
شبِ اسرا احد میں اور احمدؐ میں نہ تھا پردہ
برائے نام تھا دونوں میں بس ایک میم کا پردہ
گئے تو اور بھی لیکن نہ تا عرشِ بریں پہونچے
حریمِ ناز میں بس رحمت اللعالمین پہونچے
بشر کی تو حقیقت کیا ملائک بھی نہیں پہونچے
شبِ معراج جب وہ خاص پردے کے قریں پہونچے
صدا پردے سے آتی تھی کہ آؤ ہو چکا پردہ
کھڑے تھے خیر مقدم کو کہیں غلماں کہیں حوریں
خبر تھی آمد آمد کی بہت بے چین تھیں حوریں
جناں میں منتظر تھیں دید کی خلوت نشیں حوریں
درِ جنت پہ جب ٹھہرے نبی کہنے لگیں حوریں
چلے بھی آؤ گھر والے ہو، گھر والوں سے کیا پردہ

——— (ثقلین احمد) منورؔ بدایونی

ساقی کچھ اپنے بادہ کشوں کی خبر بھی ہے
ہم بے کسوں کے حال پر تجھ کو نظر بھی ہے
جوشِ عطش بھی، شدّتِ سوزِ جگر بھی ہے
کچھ تلخ کامیاں بھی ہیں، کچھ دردِ سر بھی ہے

ایسا عطا ہو جام شرابِ طہور کا
جس کے خمار میں بھی مزہ ہو سرور کا

فکرِ بلند سے ہو عیاں اقتدارِ اوج
چھلکے ہزار خامہ سر شاخسارِ اوج
ٹپکے گلِ کلام سے رنگِ بہارِ اوج
ہو بات بات شانِ عروج، افتخارِ اوج

فکر و خیال نور کے سانچوں میں ڈھل چلیں
مضمون فرازِ عرش سے اونچے نکل چلیں

اس شان، اس ادا سے ثنائے رسولؐ ہو
ہر شعر شاخ گل ہو تو ہر لفظ پھول ہو
حُضّار پر سحابِ کرم کا نزول ہو
سرکار میں یہ نذرِ محقّر قبول ہو

ایسی تعلّیوں سے ہو معراج کا بیاں
سب حاملانِ عرش سُنیں آج کا بیاں

معراج کی یہ رات ہے، رحمت کی رات ہے
فرحت کی آج شام ہے، عشرت کی رات ہے
ہم تیرہ اختروں کی شفاعت کی رات ہے
اعزازِ ماہ طیبہ کی رویت کی رات ہے

پھیلا ہوا ہے سُرمۂ تسخیر چرخ پر
یا زلف کھولے پھرتی ہیں حوریں ادھر ادھر

دل سوختوں کے دل کا سویرا کہوں اِسے پیرِ فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اِسے
دیکھوں جو چشمِ قیس سے لیلیٰ کہوں اِسے اپنے اندھیرے گھر کا اُجالا کہوں اِسے
یہ شب ہے، یا سوادِ وطن آشکار ہے
مشکیں غلافِ کعبۂ پروردگار ہے

اس رات میں نہیں یہ اندھیرا جھکا ہوا کوئی گلیم پوش مراقب ہے باخدا
مشکیں لباس یا کوئی محبوبِ دلرُبا یا آہوئے سیاہ چرتے ہیں جابجا
ابرِ سیاہ مست اُٹھا حالِ وجد میں
لیلےٰ نے بال کھولے ہیں صحرائے نجد میں

یہ رُت کچھ اور ہے، یہ ہوا ہی کچھ اور ہے اب کی بہارِ ہوش رُبا ہی کچھ اور ہے
رُوئے عروسِ گُل میں صفا ہی کچھ اور ہے چبھتی ہوئی دلوں میں ادا ہی کچھ اور ہے
گلشن کھلائے بادِ صبا نے نئے نئے
گاتے ہیں عندلیب ترانے نئے نئے

ہر سمت سے بہار نوا خوانیوں میں ہے نیستانِ جودِ رب گہر افشانیوں میں ہے
چشمِ کلیمؑ جلوے کے قربانیوں میں ہے غُل آمدِ حضورؐ کا روحانیوں میں ہے
اِک دھوم ہے حبیبؐ کو مہماں بلاتے ہیں
بہرِ بُراق خلد کو جبریلؑ جاتے ہیں

———— مولانا حسن رضا بریلوی

لیلۃُ المعراج

تحریر:۔ سید زاہد رضوی

سُبحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ آیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر

محبوبِ رب العالمین، خاتم النّبیین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی کچھ انبیاء سابقین علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے شرفِ حضوری و قرب سے نوازا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کے اسرار کا مشاہدہ کرایا گیا تھا۔ وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ، اللہ تعالےٰ نے کوہ طور پر اپنی تجلّی ظاہر کی تھی، اور یہ اُن انبیاء علیہم السلام کی انتہائی معراجِ کمال تھی لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و رسل کے سردار اور اللہ تعالےٰ کے سب سے زیادہ محبوب نبی ہیں اس لیے آپ کی خصوصی عظمت و منزلت کے پیشِ نظر، آپ کی معراج کو بھی تمام انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم کے شرفِ قرب سے زیادہ مہتم بالشان ہونا تھا، چنانچہ آپؐ کو جسدِ عنصری کے ساتھ، ہفت سمٰوات کی سیر کراتے ہوئے حضور رب العالمین میں اس مقام تک بلایا گیا جہاں انسان تو کیا فرشتوں کا بھی گزر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے انتہائی قربِ خاص کا جو مجد و شرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا، وہ کبھی بھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکا۔

مژدہ طلب

سنلہ نبوی میں رجب کی ستائیسویں شب تھی، شب کا نصف حصہ گذر چکا تھا اور اس حصۂ شب کے وہ مبارک لمحات گزر رہے تھے جب اللہ تعالیٰ کی شانِ مغفرت و رحمت اپنی پوری کرم فرمائیوں کے ساتھ دنیا کے بسنے والوں پر نزول فرماتی ہے اور مخلوق کو اپنے دامنِ رحمت میں ڈھانپنے کے لیے بے قرار ہوتی ہے، دلکشا اور راحت زا رات کی فضا تمام عالم پر چھائی ہوئی تھی، آسمانوں کے اَن گنت چراغوں اور قندیلوں کی پُراسرار روشنی کائنات

پر پھیلی ہوئی تھی، ملاءِ اعلیٰ کی نورانی فضاؤں میں نامعلوم مسرتیں اور بے تاب تمنائیں رقص کر رہی تھیں
اِس حسین فضا میں اللہ کا سادہ وضع، طرحدار حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نمازِ تہجّد کے دوران
میں جو کبھی کبھی استراحت فرما ہوتے تھے، آج بھی آپؐ اسی طرح آرام فرما تھے کہ بارگاہِ قدس سے
رُوح الامینؑ کو اپنے محبوبؐ کے لیے مژدۂ معراج ملا۔ جبریل امین آئے اور اپنی آنکھوں کو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے قدمین سے ملنے لگے، آپؐ خوابِ شیریں سے بیدار ہوئے تو جبریل امینؑ نے بہ تمام ادب
عرض کیا۔ " اِن اللہ تبارك وتعالیٰ یقرئك السلام و یقول زرنی فانی مشتاق الیك، اللہ تبارک
وتعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے پاس آؤ، میں تمہاری ملاقات کا مشتاق ہوں"۔

ملاقات کا پروگرام

ملاقات کا سارا پروگرام جبریل امین کے پاس تھا۔ محبوبِ رب العالمین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو از حد مسرت ہوئی آپؐ نے وضو فرمایا اور شکریہ
کے نوافل ادا کیے۔ ادائے شکر سے فراغت ہوئی تو جبریل امین نے آپؐ کا سینہ مبارک چاک کیا۔
قلبِ مبارک کو پاک وصاف کر کے اس ملاقات کی صلاحیت پیدا کی اور پھر اس کو اپنی جگہ رکھ کر سینۂ
مبارک کو صحیح ودرست کر دیا۔ جب یہ ابتدائی لیکن اہم اور بنیادی تیاری ہو چکی۔ تو جبریل امین
نے مبارک باد دیتے ہوئے عرض کیا۔ محبوبِ رب العالمینؐ! آج وہ مبارک ومسعود رات ہے، کہ
خود رب العالمین نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں اور ان کی پوری کائنات کو حکم
دیا ہے کہ وہ آپؐ کے استقبال وخیر مقدم کے لیے تیاریاں کریں۔ آپؐ کو یہ عزت واحترام، شرفِ باریابی
اور انتہائی قربِ احدیت مبارک ہو جس کی تمام جلیل القدر انبیاء ورسلؑ نے برسوں تمنّا وآرزو کی،
اس تمنّا وآرزو میں مدتوں جنابِ باری میں الحاح وزاریاں کیں مگر یہ مقامِ رفیع کسی کو نہ ملا کہ اس
خاص شرفِ حضوری سے آپؐ کو سرفراز فرمانا تھا، یہ حقیقت سُن کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بے حد
مسرور ومحظوظ ہوئے۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ آپؐ اداس وافسردہ ہو گئے۔

گنہگار اُمت کا غم

آپؐ نے فرمایا۔ " جبریل امین! یہ سب کچھ میرے لیے ہے لیکن میری
اُمت کے لیے کیا ہے، آج اُنہیں کس کرم سے نوازا جائے گا؟ "
جبریل امین کیا جواب دیتے۔ خاموش رہ کر بارگاہِ رب العالمین میں محبوبِ رب العالمینؐ کا استفسار عرض
کر دیا، اللہ عزوجل کی رحمت جوش ہی میں تھی، حکم ہوا " محبوبؐ! غمگین کیوں ہو، تمہیں تمہارا پروردگار

اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔" امتِ عاصی کے لیے یہ جاں فزا مژدہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت و طمانیت کی کوئی حد نہ تھی، آپ براق پر سوار ہوئے، جبریل امین نے رکاب تھامی، اس اعزاز و احترام کے ساتھ آپؐ تشریف لے چلے تو آپؐ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک قوم کھیتی میں مشغول ہے، کھیتی کی نوعیت عجیب ہے، اِدھر زمین میں تخم ریزی ہوئی اور دوسرے ہی لمحہ کھیتی لہلہانے لگی، آپؐ نے دریافت فرمایا تو جبریل امین نے عرض کیا، یہ نیک لوگوں کے اعمالِ صالحہ کی مثال آپؐ کو دکھائی گئی ہے، جونہی یہ قوم اعمالِ صالحہ کے تخم، آخرت کے کھیت میں ڈالتی ہے تو قبولیت و رحمتِ الٰہی کا پانی اُسے دم بھر میں لہلہاتی ہوئی کھیتی بنا دیتا ہے، جس کے پھل و پھول سے یہ قوم آخرت میں فائدہ اُٹھائے گی، آپؐ آگے تشریف لے گئے تو آپؐ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک قوم ہے جنہیں زمین پر چت لٹایا گیا ہے اور پتھروں سے ان کے سر کچلے جاتے ہیں فوراً ہی ان کے سر صحیح ہو جاتے ہیں لیکن ان کو پھر اسی طرح کچل دیا جاتا ہے۔ آپؐ کے دریافت فرمانے پر جبریل امین نے بتلایا کہ یہ وہ قوم ہے جو نمازوں کے اوقات میں سوتے رہتے تھے اور حیَّ علی الصَّلوٰۃ کی صدائے حق کے باوجود ان کے سر تکیوں سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ آپؐ آگے تشریف لے گئے تو ایک قوم نظر آئی جن کی صرف شرمگاہ پر کچھ دھجیاں لپٹی ہوئی تھیں اور وہ گھاس، کانٹے، پتھر، انگارے سب کچھ کھا جاتے تھے مگر ان کو سیری نہ ہوتی تھی، آپ کے دریافت کرنے پر جبریل امین نے عرض کیا کہ یہ لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے، چونکہ دنیا میں یہ لوگ وہ مال کھاتے تھے جو اُن کے لیے جائز نہیں تھا اس لیے آخرت میں بھی ان کو وہی چیزیں کھلائی جا رہی ہیں جو انسان کی غذا نہیں ہیں۔ آگے بڑھ کر آپؐ نے بہت سے مردوں اور عورتوں کو دیکھا جن کے سامنے عمدہ کھانے رکھے ہوئے تھے اور کچھ فاصلہ پر کچّا مردار، بدبودار گوشت پڑا تھا، ان مردوں اور عورتوں کو حکم ہوتا تھا کہ عمدہ کھانا کھاؤ اور مردار چھوڑ دو لیکن وہ اچھے کھانے کو چھوڑ کر مردار گوشت کی طرف لپکتے تھے۔ آپؐ نے حیرت کے ساتھ ان کو دیکھا تو جبریل امین نے بتلایا کہ یہ وہ عورت و مرد ہیں جو نکاح شدہ تھے اُن کی اپنی بیویاں اور شوہر تھے جن کے متعلق انہیں حکم تھا کہ یہ اُن سے مباشرت کریں۔ لیکن یہ اُن کو چھوڑ کر زناکاری کی طرف مائل ہوتے تھے۔

اُسی کے قریب آپ کو ایک کنواں نظر آیا جو آگ سے بھرا ہوا تھا، آگ کی لپٹیں باہر نکلتیں تو چلتے ہوئے ننگے مرد و عورت اس کنوئیں کے منہ پر آ جاتے اور پھر اسی کنوئیں میں گر جاتے، جبریل امین نے عرض کیا کہ وہ پہلی مثال ان آوارہ و عیاش مردوں اور عورتوں کے خیال کی تھی اور یہ کیفیت ان کے عذاب کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اسی طرح کے سینکڑوں واقعات مشاہدہ کرتے ہوئے بیت المقدس تشریف لائے مسجد اقصیٰ میں پہنچ کر براق سے اُترے، جہاں خیر مقدم کے لیے تمام انبیاءعلیہم السلام موجود تھے یہاں آپ نے امامت فرمائی اور تمام انبیاء علیہم السلام نے آپؐ کی اقتداء میں نماز ادا کی، نماز ختم ہوئی تو جبریل امین نے عرض کیا، اس وقت آپؐ کی امامت وسیادت کی اقتدا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی، جملہ رُسل اور تمام ملائکہ موجود ہیں، فراغت نماز کے بعد اس مقدس سفر اور ملاقاتِ اَحدیت پر جملہ انبیاء و رسل علیہم السّلام اور تمام حاضرین نے آپؐ کو مبارک باد دی۔ اور آپؐ وہاں سے برق رفتاری کے ساتھ آسمانِ اوّل پر پہنچ گئے۔

آسمانوں کی سَیر

جبریل امین ہم رکاب تھے، پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جنہوں نے ان قابلِ عزت الفاظ سے آپؐ کا خیر مقدم کیا مرحبا بالا بن الصالح والنبی الصالح، دوسرے آسمانوں پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السّلام سے ملاقات ہوئی، تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ اور چوتھے پر حضرت ادریسؑ، پانچویں پر حضرت ہارونؑ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی، جو بیت المعمور کی دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ بیت المعمور آسمانی کعبہ ہے جس کی زیارت کے لیے ستّر ہزار نئے فرشتے روزانہ آتے ہیں اور ایک مرتبہ زیارت کرنے کے بعد قیامت تک انہیں دوسری بار زیارت کرنے کا موقع نہ ملے گا۔

دوسرے آسمانوں کے اور پیغمبروں کی طرح آپؐ کی حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے بھی ملاقات کرائی گئی اور انہیں پیغمبروں کی طرح حضرت ابراہیمؑ نے بھی آپ کو خوش آمدید کہا، بعد ازاں آپ نے بیت المعمور ملاحظہ فرمایا اور وہاں سے آپ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بڑھے جو ایک عجیب وغریب درخت ہے جس کا ہم کوئی تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جبریل امین نے یہاں پہنچ کر عرض کیا، بس یہی میری منزل ہے۔ اس کے بعد:-

اگر یک سرموئے برتر پرم
فروغِ تجلی بسوزد پرم

اس مقام پر براق بھی رہ گیا اور یہاں آپؐ کو رفرف پیش کیا گیا جو ایک زمردیں تخت تھا جس

کا نور سورج کے نور سے بدرجہا زیادہ تھا، اسی رفرف پر سوار ہو کر آپؐ عرش اعلیٰ پر پہنچے اور اللہ عزوجل کا اس قدر قرب حاصل ہوا کہ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی اور اتنے قرب کے بعد فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی۔ تفصیلاتِ ملاقات تو خدا اور رسول دونوں ہی نے پردۂ خفا میں رکھی ہیں اس لیے اس کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے۔ سوائے اِن باتوں کے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ اور وہ تین چیزیں ہیں، سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں عنایت کی گئیں جن میں اسلام کے عقائد، ایمان کی تکمیل اور مسلمانوں کی مصیبتوں کے خاتمہ کی خوشخبری ہے۔ دوسرے پچاس وقت کی نمازیں شب و روز میں فرض کی گئیں، تیسرے آپؐ نے اُمّت گنہگار کی سفارش کی تو خدا نے ارشاد فرمایا، میرے حبیب و خلیل! آپ کی امت مجھ سے نفرت کرتی ہے اور دور بھاگتی ہے، میرے علاوہ وہ ہر چیز سے محبت کرتی ہے۔ اس کی طرف رغبت رکھتی ہے، آپؐ کی امت لوگوں کی شرم سے گناہوں سے باز رہتی ہے مگر صرف میری رضا و محبت میں وہ نہ کوئی نیک کام کرتی ہے اور نہ کسی گناہ سے محفوظ رہتی ہے، حالانکہ کیا میں سمیع و بصیر نہیں ہوں، اے نبی مکرمؐ! میں آپؐ کی اُمّت سے دو دن کی اکٹھی عبادت نہیں مانگتا لیکن آپ کی اُمّت سالہا سال کی معاش مجھ سے ایک ہی دن میں طلب کرتی ہے۔ میں آپ کی اُمّت کی روزی، ایک کی دوسرے کو نہیں دیتا، پھر وہ میری عبادت غیروں کو کیوں دیتے ہیں، میں آپؐ کی امت کا ضامن و محافظ ہوں لیکن وہ میری ضمانت و حفاظت پر اعتقاد رکھنے کی بجائے دوسروں کی چوکھٹوں پر مارے مارے پھرتے ہیں۔" کلامِ الٰہی کا یہ انداز سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہو گئے اور عرض کیا "تو کیا یہ میری ساری امت جہنم میں بھیج دی جائے گی۔" اللہ عزوجل نے نظرِ رحمت سے دیکھا اور ارشاد ہوا۔ "نہیں، شرک کے علاوہ ہم ان کا ایک ایک گناہ بخش دیں گے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد مسرور ہوئے اور پھر نہ جانے کیا حال گذرا، کیا معاملہ ہوا، کون جانے، یہاں تک کہ حبیبِ خدا ربّ العالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عرشِ اعلیٰ سے رخصت ہو کر بتدریج چھٹے آسمان پر پہنچے جہاں حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰؑ نے دریافت کیا کہ اُمّت کو کیا انعام ملا، آپؐ نے فرمایا "ایک دن رات میں پچاس فرض نمازوں کا حکم ہوا ہے" حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ "بنی اسرائیل آپؐ کی امت سے زیادہ قوی الجثّہ اور مضبوط تھے لیکن وہ اپنی دو فرض نمازوں کو بھی صحیح طور پر ادا نہ کر سکے۔ تو آپ کی اُمّت پچاس فرض نمازوں کے حکم کی تعمیل کیسے کرے گی، واپس

جائیے اور اس حکم کے متعلق عرض کیجیے"، آپ بھی اس وقت تک تجلّیٔ الٰہی کی محویت سے نکل چکے تھے اب اُمّت کی حالت کا صحیح اندازہ ہوا تو آپ واپس تشریف لے گئے اور حق سبحانہٗ نے اپنے فضل وکرم سے پانچ نمازیں کم کر دیں، واپسی پر حضرت موسیٰ نے پھر اُمّتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام کی جسمانی کمزوری کا حال بیان کیا تو آپؐ پر قربِ الٰہی سے جو محویت واستغراق پھر طاری ہو گیا تھا آپؐ اس سے چونکے اور پھر واپس تشریف لے گئے۔ اسی طرح کم ہوتے ہوتے پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اس میں بھی کمی کے لیے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اب اللہ عز وجل سے اور کمی کے لیے کہتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے"، اس پر خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَ مَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔ ہماری بات نہیں بدلی جاتی ہے اور نہ زیادہ مشقت ڈال کر ہم بندوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ اُمّتِ محمدیہ پانچ نمازیں ایک دن رات میں پڑھے گی لیکن ہم ان کو پچاس لکھیں گے، پڑھنے میں پانچ، ثواب میں پچاس، پانچ پڑھو، پچاس لکھواؤ، ایک کی دس ملیں گی۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ اور اب تو ایک کی دس اُمّتِ محمدیہ کے لیے ایک اصول ہی بن گیا ہے۔ پھر آپؐ کو جنت و دوزخ کی سیر کرائی گئی، جنّت میں آپؐ نے ایک عظیم الشان محل دیکھا دریافت فرمایا تو بتلایا گیا کہ ایسا محل اللہ تعالیٰ ہر اُس مسلمان کو عطا کرے گا جو کسی نابینا کو سات قدم تک راستہ بتلا دے گا۔ اسی طرح آسمانوں کے عجائبات ملاحظہ فرماتے ہوئے آپؐ نے سرزمینِ بیت المقدس پر نزول فرمایا، مسجد اقصیٰ میں اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ حاضر تھے، آپ نے امامت فرمائی، فراغتِ نماز کے بعد سب نے آپؐ کو اس شرفِ خاص پر مبارک باد دی اور رخصت کیا بیت المقدس سے آپؐ براق پر سوار ہو کر مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے تو آپؐ کو روحاء میں مکّہ کا ایک تجارتی قافلہ ملا جو وطن واپس آ رہا تھا، اس قافلہ کا ایک اونٹ کھو گیا تھا جسے یہ لوگ تلاش کر رہے تھے، آپؐ براق سے اُترے، اُن کے خیمہ میں گئے جو خالی تھا، آپؐ نے وہاں پانی نوش فرمایا اور تشریف لے چلے، اثنائے راہ میں ایک اور مکّی قافلہ ملا جس کا ایک اونٹ براق کو دیکھ کر ڈر کی وجہ سے بِدکا اور بھاگنے لگا اور دوسرا اونٹ شدتِ خوف سے بیہوش ہو کر گر پڑا، آپؐ جب مکّہ کے قریب تنعیم میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک تجارتی قافلہ مکّہ میں داخل ہوا چاہتا ہے جس کے آگے آگے ایک خاکی رنگ کا اونٹ ہے۔

ان واقعات کو ملاحظہ فرماتے ہوئے حبیبِ رب العالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمِّ ہانیؓ کے گھر تشریف لائے اور اُن سے معراج کا تذکرہ کیا انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ! قریش سے اس واقعہ کا ذکر نہ کیجیے، وہ آپ کی شانِ مبارک میں گستاخی کریں گے۔ آپؐ کی (نعوذ باللہ) تکذیب کریں گے۔ اور جب آپ باہر تشریف لے جانے لگے تو فرطِ محبت میں حضرت اُمِّ ہانی نے آپؐ کو روکنا چاہا لیکن آپؐ کو تو احکامِ الٰہی کی تبلیغ کرنی تھی۔ آپ باہر تشریف لائے اور مسجدِ حرام میں پہنچے جہاں حسبِ معمول سردارانِ قریش جمع تھے۔ آپؐ نے اُن سے بیت المقدس کے سفر اور وہاں سے ہفت سمٰوات ملاءِ اعلیٰ، عرشِ اعظم اور معراج کے دوسرے مناظر اور ان کی سیر کا تذکرہ کیا۔ تو انہوں نے تکذیب کی۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک) کچھ لوگوں نے کہا کہ راستہ کی کچھ علامتیں بتائیے۔ آپؐ نے ان قافلوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے بتلایا کہ تمہارے ایک قافلہ کو میں نے تنعیم میں دیکھا تھا، شام ہوتے ہوتے وہ مکّہ میں داخل ہو جائے گا۔ چنانچہ جب وہ آگیا تو اُن معاندین نے کہا کہ "یہ سحر ہے" (نعوذ باللہ من ذٰلک) کچھ دوسرے کج بحث دشمنوں نے، جو شام تجارت کے لیے جایا کرتے تھے اور بیت المقدس جن کا سینکڑوں دفعہ کا دیکھا ہوا تھا اور اس کی بہت سی باتیں اُن کو یاد تھیں، کہا کہ اگر آپؐ مسجدِ اقصیٰ تشریف لے گئے ہیں تو بتلائیے اُس میں کتنی محرابیں، برج، دروازے اور مینار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اس سے پہلے کبھی بیت المقدس نہیں گیا ہوں اور رات کو آسمانوں پر جاتے ہوئے اور وہاں سے واپسی پر وہاں ٹھہرا اور چلا آیا، (یہ ان کی کج بحثی تھی، نہ مانتے اور آپؐ کو ستانے کی بات تھی، ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ رات میں کچھ دیر کے لیے تو کیا، اگر کوئی آدمی کسی کام سے کسی مکان میں ہفتوں اور مہینوں بھی ٹھہرے تب بھی وہ نہیں بتلا سکتا کہ اس مکان میں کتنے طاق اور کتنی کڑیاں ہیں۔ دنیا میں ہر ذی ہوش انسان کی یہی عادت ہے، اور اسی لیے کفارِ مکہ نے یہ بات پوچھی تھی کہ آپؐ حسبِ معمول اس بات کا جواب نہ دے سکیں گے اور انہیں تکذیب کا ایک حیلہ ہاتھ آجائے گا۔ اور پھر وہ خوب اچھی طرح اپنے دل کی آرزو پوری کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مکر و حیلہ کو بھی ناکام بنا دیا۔ اور آپؐ نے فرمایا) پھر بھی میرا رب اس کا جواب دے گا۔"

چنانچہ جبرئیل امین نے آپؐ کے روبرو بیت المقدس کو پیش کر دیا۔ اور کفارِ مکّہ نے جتنے سوالات آپؐ سے کئے، جواب میں آپؐ نے صحیح صحیح باتیں بتائیں لیکن ان کی سرشت میں تو انکار و سرکشی

تھی اس لیے اتنی حیرت انگیز لیکن اطمینان بخش باتیں سُن کر بھی آپؐ کی تصدیق نہ کر سکے۔ اور منتشر ہو گئے، جس کا آپؐ کو سخت صدمہ ہوا۔ کوئی ایک کافر و منکر اثنائے راہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور آپ سے کہا: "سنا آپ نے جن کی نبوّت پر آپؓ ایمان لائے ہیں، آج انہوں نے معراج کا قصّہ لوگوں کو سنایا ہے، اب بتلایئے آپؓ کہاں تک اُن کی تصدیق کرتے رہیں گے۔؟" تو حضرت ابوبکرؓ نے دریافت کیا "کیا واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟" کافر نے کہا "ہاں!" تو قربان ہو جایئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمانِ کامل پر، فرماتے ہیں۔ "اگر واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں، آپؐ کو میں صادق مانتا ہوں، آپؐ کے فرمانے کے مطابق جب میں ایک دن میں دس دس بار جبریل کا آسمان سے زمین پر آنا تسلیم کرتا ہوں تو پھر اگر آپؐ ایک رات میں آسمان پر تشریف لے گئے اور واپس زمین پر پہنچ گئے، تو اس میں کونسی ناممکن بات ہے جسے میں تسلیم نہ کر سکوں اور انکار کروں، جو خدا، جبریل کو آسمانوں سے زمین پر پہنچاتا ہے وہی خدا اگر آپؐ کو زمین سے آسمان پر لے گیا تو میں کیوں آپؐ کی اس بات کی تصدیق نہ کروں، میں کسی تردّد و تذبذب کے بغیر یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر آپؐ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے تو یہ سچ اور حق ہے اور چاہے دنیا کا کوئی آدمی اسے نہ مانے لیکن چونکہ آپؐ فرماتے ہیں اس لیے میں اس کے لیے سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر اس کی تصدیق کرتا ہوں"

کافر، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تقریرِ حق سُن کر مبہوت رہ گیا۔ آپؓ کی یہ باتیں سُننے کے لیے کافی لوگ اِدھر اُدھر جمع ہو گئے تھے۔ وہ آپؓ کی تکذیب کرنا چاہتے تھے لیکن آپؓ کی بااثر شخصیت کی وجہ سے خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ بے حد مسرور ہوئے، اور آپؓ کو "صدیق" کا گرامی مرتبت خطاب عنایت ہوا، اس طرح اس واقعۂ معراج سے جہاں دشمنوں کے بغض و عناد میں اضافہ ہوا، وہیں ایمان و اسلام میں مسلمانوں کے مدارج بلند ہوئے۔

ہر ایک سمت نور ہے عجیب اک سرور ہے
جہانِ رنگ و بو تمام آج رشکِ طور ہے

ہر ایک راہ مشک بار و عطر بیز ہر گلی
تمام تر بہشت ہے چمن چمن کلی کلی

ہر ایک گل ہے سرخ رو کہاں خزاں کی زردیاں
کھڑے ہیں زیب تن کیے درخت سبز وردیاں

طیور ہائے صبح خیز صرفِ لحنِ نور ہیں
خود اپنے کیفِ نغمگی میں آپ چور چور ہیں

یہ دشت زار ہیں کہ خلد کا حسین باغ ہیں
یہ ذرہ ہائے ریگ ہیں کہ طور کا چراغ ہیں

زمیں کا حال تو یہ ہے فلک کا حال دیکھیے
عروسِ نو بھی ہیچ ہے ذرا جمال دیکھیے

کوئی حسین و مہ جبیں ہے رُخ کو یوں ڈھکے ہوئے
ستارے نور کے ہیں اس نقاب پر ٹکے ہوئے

یہ چاند ہے کہ نور ہے کوئی طباق میں لیے
چراغ ہائے نجم ہیں کہ ہیں یہ نور کے دیے

فلک تمام نور ہے زمیں تمام نور ہے
یہ اہتمام نو بہ نو؟ کوئی سبب ضرور ہے

خیال آسماں نشیں سے قیل و قال کیجیے
حواس و ہوش شاعرانہ سے سوال کیجیے

کھلے گا بھید یہ کسی نگاہِ پاک باز سے
خدا نے دی ہے آگہی جسے ہر ایک راز سے

نگاہِ پاکباز کیا؟ ولی کی چشم دُور رس
نظامِ کائنات کی جنہیں خبر ہے ہر نفس

درود بے شمار بر حضور ہادی السُّبُل
بتا دیا نگاہ حامد رضا نے راز کل

تمہیں نوید مومنو کہ عاشقوں کی عید ہے
جمالِ لم یزل کی بے حجاب عید دید ہے

یہ اہتمام آج کا خدا کی سمت سے ہے سب
کہ وہ حسین فرش و عرش کو بلا رہا ہے رب

خدا کے اور حضور کے وصال کی یہ رات ہے
جمال بار ہے یہ شب جمال کی یہ رات ہے

ملائکہ کا عرش سے زمین تک ہجوم ہے
فلک پہ خیر مقدم حبیبِ رب کی دھوم ہے

محمدؐ کی عروج کا علم ہے نصب عرش پر
دو رویہ باادب ملک کھڑے ہوئے ہیں نرش بہ

تمام جسم نور ہے لباس بھی ہے نور کا
نظر نواز ہے سماں تجلیاتِ طور کا

عبیر و مشک کی مہک سے عطرداں ہے کائنات
یہ فیضِ عامِ نور ہے کہ کہکشاں ہے کائنات

جمالِ حق کی مشعلیں لیے ہوئے ہیں ہات میں
جناب جبرئیل بھی شریک ہیں برات میں

وہ جبرئیلؑ جو قدیم خادمِ رسولؐ ہیں
ازل سے بارگاہ مصطفےٰؐ میں جو قبول ہیں

نصیب دیکھیے ذرا جناب جبرئیلؑ کے
بنے ہیں آج اسپ راں شہنشہِ جلیل کے

خدا کے حکم سے براق نور لے کے آئے ہیں
حبیبِ کائناتؐ کی حضور لے کے آئے ہیں

ازل سے وقف تھا براق اس سوار کے لیے
چنا تھا رب نے خود عرب کے تاجدار کے لیے

جگائیں کس طرح؟ یہ جبرئیل کی تھی جستجو
کہ خواب ناز میں تھے شہ خدا سے صرف گفتگو

یہاں خلاف قاعدہ کوئی نظر نہ اٹھ سکے
بغیر حکم بیٹھ کر پیام بر نہ اٹھ سکے

لرز رہے ہیں خوف سے ادب بہ سر نگاہ ہے
کہ اصل میں نبی کا در خدا کی بارگاہ ہے

ادب سے ہیں کھڑے ہوئے پروں میں کپکپی سی ہے
مگر جمال دیکھ کر عجیب بے خودی سی ہے

پڑی تو جم کے رہ گئی نظر رخِ حبیبؐ پر
امین روح جھوم اٹھے بلندیٔ نصیب پر

پکار اٹھے کہ آج خوب حوصلے نکالیے
کروڑ ہا دنوں کے بعد آج پھر ہیں دن پھرے

یہ دن نہ آئیں گے حضورؐ پر نثار ہو جیے
فدا ہزار لاکھ بار-بار بار ہو جیے

کھڑے ہیں گرچہ جبرئیل کب سے وجد و کیف میں
ثنا کے پھول جھڑ رہے ہیں لب سے وجد و کیف میں

جبیں یہ وہ ہے جس سے پائیں ماہ و خور نے تابشیں
یہ چشم وہ ہے جس سے ہوتی ہیں کرم کی بارشیں

یہ پاک زلف جس کی مدح کیجیے تمام رات
زمیں سے تا جناں ہے جس کی بو سے مشکفام رات

یہ عارض حسین ہے کہ چودھویں کا چاند ہے
یہ چاند کیا ہے مہر بھی یہاں خجل ہے ماند ہے

جو طور پہ دکھائی تھی ذرا جھلک وہی تو ہے
زمیں سے تا بہ لامکاں اسی کی روشنی تو ہے

نہیں نہیں یہ مرأتِ جمالِ ذوالجلال ہے — قسم خدا کی خود گواہ صاحبِ جمال ہے

فدا تھی جانِ جبرئیل یوسفِ حجاز پر — کہ دفعتہً نظر گئی حسین پائے ناز پر

جھکے پئے سجود آپ پائے شہ پہ جھوم کر — بر آئی آرزوئے دل ازل کے پاؤں چوم کر

جنابِ جبریل کا سجود میں تھا سر ابھی — کہ چشمِ لطفِ یار۔ واہوئی عرب کے چاند کی

اُٹھے سجود سے مگر جھکی تھی خوف سے نظر — امینِ روح سرو قد کھڑے تھے ہاتھ باندھ کر

مگر ادھر نگاہ میں ہے شانِ بندہ پروری — کرم کا در ہے وا کیے جہانِ بندہ پروری

ہوا یہ حوصلہ نگاہ لطفِ یار دیکھ کر — ادب سے عرض کی حضورؐ دو جہاں کے تاجور

حبیب بے مثال کو محب بے مثال نے — کیا ہے یاد آپؐ کو خدائے ذوالجلال نے

نوید کیف خیز یہ عرب کے چاند نے سنی — تو مسجدِ حرام میں ادا نمازِ شکر کی

سرِ نیاز شاہ جب اٹھا چکے نماز سے — محب کی بارگاہ میں حبیب نذر دے چکے

ادھر محب کی سمت سے بھی تحفۂ عظیم تھا — عوض نمازِ شکر کے برائے نذرِ مصطفےٰؐ

وہ تحفۂ عظیم جبریل لے کے آئے تھے — ازل سے خاص تھا جو ذاتِ مصطفےٰؐ کے واسطے

جنابِ جبریل نے دلِ حضورؐ چیر کر — رموزِ حکمت و علوم بھر دیئے تمام تر

یہ دولتِ عظیم مرحمت ہوئی حضورؐ کو — خدا کو نور نذر میں ملا خدا کے نور کو

یہ نذر لے کے عازمِ سفر ہوئے براق پہ — اچھل رہا تھا شوخیاں دکھا رہا تھا وہ مگر

براق سے کہا یہ روح قدس نے ذرا ادب — ادب ادب! کہ تو ہے آج مرکب حبیب رب

شاعر

مگر یہ شوخیاں ذرا ہمارے دل سے پوچھیے — یہ نکتہ ہائے عشق یہ اشارے دل سے پوچھیے

براق کی یہ شوخیاں حقیقتاً تو ناز تھا — کہ آج اس کی پشت پر شہنشہ حجاز تھا

یہ ناز تھا کہ اس کی پشت مرتبہ میں عرش ہے — یہ ناز تھا کہ زیرِ سم تمام عرش و فرش ہے

جناب جبرئیل سے سُنا جو نام مصطفےٰؐ
ادب ہو گیا کھڑا حیا سے سر جھکا لیا

ہوئے جناب مصطفےٰؐ سوار راہوار پہ
رواں ہوا براق یوں کہ جیسے آنکھ سے نظر

سوار نور اسپ نور اسپ راں ہے نور کا
قدم قدم پہ نور ہے سماں سماں ہے نور کا

براتی سارے نور کے برات ساری نور کی
رواں دواں ہے نور کی طرف سواری نور کی

براق تھا کہ برق تھی جو کوند کر نکل گئی
نسیم صحن گلشن جہاں میں یا کہ چل گئی

ابھی ابھی تھا فرش پر ابھی ابھی ہوا میں تھا
وہ ایک ہی قدم میں قبلہ گاہ انبیاء میں تھا

کھڑے تھے منتظر یہاں تمام سابقہ نبی
دلوں میں حسرتیں لئے جمال باکمال کی

اتر کے راہوار سے کیا قیام کچھ یہاں
امام انبیاء ہوئے حضور شاہِ دوجہاں

شاعر

امام انبیاء ہوئے خدا کا یہ بھی راز ہے
نبی تمام جان لیں یہی شہِ حجاز ہے

حبیبؐ کبریا ہیں یہ تمہارے پیشوا ہیں یہ
تم ان کے مقتدی ہو سب تمہارے مقتدا ہیں یہ

زمیں سے تا بہ آسماں انہیں کی مملکت تو ہے
بہشت و عرش و فرش پر انہیں کی سلطنت تو ہے

بغیر ان کے حکم کے مجال کیا ہوا چلے
کوئی بھی ذرّہ ہلے کسے مجال ہے کہ ہل سکے

محب ہوں میں حبیب یہ انہیں ہے اختیار کل
یہ راز تھا کہ جان لیں تمام انبیاء رسل

ادا نماز کر چکے حضور شاہِ دوجہاں
براق لے کے پشت پہ یہاں سے پھر ہوا رواں

کہیں خلیلؑ با صفا ملے کہیں ملے صفیؑ
اسی طرح سے ہفت آسماں کی شہ نے سیر کی

اک آن سے بھی کم میں طے کیا تمام راستہ
مقامِ جبرئیل پر براق شہؐ ٹھہر گیا

یہ سدرۂ عظیم ہے مقام جبرئیل ہے
یہی نزول گاہِ حکم حضرت جلیل ہے

اسی مقام پر ہے منتہائے عالم شہود
جہان رنگ و بو کی ختم اس جگہ ہیں سب حدود

یہاں پہنچ کے عرض کی جناب جبرئیل نے
مفارقت حضورؐ کی اگرچہ شاق ہے مجھے

مفارقت حضورؐ سے غلام چاہتا ہے اب
بڑھوں نہ اک قدم یہاں سے ہیں یہی ہے حکم رب

ادھر سے یک رتی بھی گر ادھر مرا قدم بڑھے
فروغ نور لم یزل مرے پروں کو پھونک دے

مگر حضور سے ہے اک غلام در کی التجا
دنیٰ میں زیر پائے ناز جب ہو کرسی دنیٰ

نیاز و ناز کے تمام جب حجاب دور ہوں
خدا سے صرف گفتگو جو دو بدو حضورؐ ہوں

ازل سے آرزو ہے دل میں یہ گدا کی پیش ہو
اسی سہانے وقت میں یہ التجا بھی پیش ہو

گزر ہو امت حضورؐ کا جو پل صراط پہ
تو کاش ان کا فرش پا بنیں مرے جبین پہ

بہ صد خوشی قبول کی حبیب نے یہ التجا
ادا یہاں نماز کی یہ مسجد ملائکہ

یہ مسجد ملائکہ یہ قبلہ گاہ قدسیاں
ہزارہا ملک طواف و سجدہ کرتے ہیں جہاں

یہاں ہر ایک امتی کی روح نے پڑھی نماز
بہ اقتدائے پیشوائے انبیاء شہ حجاز

یہاں سے بڑھ چلی سواری مکین لامکاں
مقام قرب کی طرف بلا رہا تھا رب جہاں

کوئی کشش تھی جس کی سمت بڑھ رہے تھے مصطفیٰ
بتا رہی تھیں غیب کی تجلیات راستہ

چراغ ہر مقام پہ تھے جلوہ بار طور کے
ہر ایک رہ پہ راہ بر کھڑے ہوئے تھے نور کے

تجلیات نور کیں ملاحظہ حضورؐ نے
حجاب ہائے نور طے کیے خدا کے نورؐ نے

براق تھک کے رہ گیا تو آیا رفرف رواں
بیک قدم وہ زیر عرش لے گیا رواں دواں

نہاں نظر سے ہو گیا وہ زیر عرش چھوڑ کر
یہاں بجز حبیبؐ کبریا کوئی نہ تھا مگر

جلال رب کی شان کا یہاں ہجوم دیکھ کر
دل حضورؐ پر ہوا ذرا سا خوف کا اثر

جلال اور جمال میں یہی تھی کشمکش ابھی
کہ دفعتہً سنی صدا جناب یارِ غار کی

ذرا سکون کیجیے! شہِ عجم مہِ عرب
مرے حضورؐ آپ کا صلاۃ کر رہا ہے رب

صدائے یارِ غار سے سکوں تو دل کو آ گیا
تحیرات میں مگر دل نبی سما گیا

رفیقِ غار اس جگہ بھلا کہاں سے آ گیا
صلاۃ کر رہا ہے رب؟ الٰہی کیا ہے ماجرا

نثار قلب پاک تھیں فدا تھیں جبرئیں ابھی
کہ ایک بوند عرش سے نبی کے حلق میں گری

وہ ایک بوند، کیا تھی ایک بحرِ بے کنار تھا
نثار قلب پاک کے کہ جس میں وُہ سما گیا

وہ بحر دراز ایک بوند نوش کی حضورؐ نے
علومِ غیب منکشف تمام دل پہ ہو گئے

ازل کے اور ابد کے پیش کل نظام ہو گئے
علوم دو جہان کے عیاں تمام ہو گئے

فضائے عرش سے ہوا خطاب پھر حضورؐ کو
مرے حبیب پاس آ۔ مہِ عرب قریب ہو

قریب ہو جمیل تر تمام کائنات سے
قریب ہو بلند تر حدِ مدارجات سے

یہی خطاب عرش سے عرض ہوا ہزار بار
ہراک صدا پہ مصطفیٰؐ ہوئے قریب بار بار

بیر انتہا کراں سے رب تھے رب سے وہ قریب تر
بھنوؤں میں جیسے فصل ہے تھا فاصلہ بس اسقدر

مکان نہ تھا نہ تھا زماں نہ تھے ملک نہ اور تھا
حجاب تھے اُٹھے ہوئے خدا تھا اور مصطفیٰؐ

بچشمِ سر خدا کی دید کی حضورؐ پاک نے
بغیر واسطہ کیا کلام ذوالجلال سے

جو دل کی بات پوچھیے نہ آنکھ تھی نہ دیکھنا
حسین ظلِ ذات عین ذات میں سما گیا

مجال عقل و ہوس کیا بھلا کہ دخل دے سکے
نیاز و راز کے ہیں یہ حقیقتاً معاملے

ہماری تاب کیا بھلا کہ طے کریں یہ مرحلہ
حجاب راز میں رکھے یہ راز خود ہی حبیب خدا

نہ گفتگوئے راز کا ہوا تھا ختم سلسلہ
کہ عرض کی حضورؐ نے مرے محب مرے خدا

تو رب ذوالجلال ہے کریم تو ہے اے خدا
تری صلاۃ کا نہ میں سمجھ سکا معاملہ

خدا نے پیار سے کہا مرے حبیبؐ بحر و بر
مری نماز یہ کہ میں پڑھوں درود آپ پر

وہ نعمتیں کہ جس قدر خدا کی مملکت میں تھیں
غرض کہ تحفتہ" وہ نذر میں حضورؐ کو ملیں

مگر نظر میں تھے وہیں حضورؐ کے غلام بھی
نماز ایک نعمت عظیم ہم کو رب نے دی

نیاز و نذر ناز کا ہوا جو ختم سلسلہ
تو واپسی کا خلعت عظیم تر عطا ہوا

عجیب شان سے ہوئی حبیب رب کی واپسی
ٹھہر تو جائے آپ پر مجال کیا نگاہ کی

خدا کی بے شمار رحمتوں کا سر پہ تاج ہے
فدا جمال نوشہ جناں یہ طور آج ہے

گلے میں ہار پھول ہیں درود کے پڑے ہوئے
لباس پر نجوم ہیں سلام کے جڑے ہوئے

ہے اَنْتَ اور اَنَا کے عطر سے لباس مشک بو
رَاٰنِیْ قَدْ رَاٰ کے مظہر اتم ہیں ہو بہ ہو

خدا سے مل کر آن میں خدا کے نور آ گئے
دنیٰ کی منزلوں کو کر کے طے حضورؐ آ گئے

کہاں گئے تھے آئے کب خبر کو بھی خبر نہ تھی
زمیں پہ آ چکے تھے شہ ہوئی نہ تھی سحر ابھی

شبِ اسرا کو تری ذات کہاں تک پہنچی

طائرِ سدرہ جہاں گم ہو، وہاں تک پہنچی

حق نے خود شوقِ ملاقات کا اظہار کیا

بات جو دل میں نہاں تھی، وہ زباں تک پہنچی

اثر صہبائی

ہے رازِ حق حقیقتِ معراجِ مصطفےٰؐ
اب بھی وہی ہے فطرتِ معراجِ مصطفےٰؐ

قرآں نے کی اشاعتِ معراجِ مصطفےٰؐ
قرآن ہے شہادتِ معراجِ مصطفےٰؐ

قربان ہے بہشت دیارِ حبیبؐ پر
خلد و جناں ہیں جنتِ معراجِ مصطفےٰؐ

مومن بقولِ جعفرِ صادقؓ وہ لوگ ہیں
کرتے ہیں جو صداقتِ معراجِ مصطفےٰؐ

معراج ہے عبادت و صوم و صلوٰۃ کی
ذوقِ نماز و طاعتِ معراجِ مصطفےٰؐ

اس کو جہانِ حسن کی معراج ہو نصیب
جس کو ملے امانتِ معراجِ مصطفےٰؐ

کس کو عطا ازل سے ہوئی کائنات میں
جز مصطفےٰؐ سعادتِ معراجِ مصطفےٰؐ

ہاشمؔ غلامِ تاجورِ ہاشمیؐ ہوا
آئی نظر جو حشمتِ معراجِ مصطفےٰؐ

ہاشمؔ ضیائی

رفعتِ شانِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر:۔ محمد اسلم نقشبندی

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت "سُبحان الذّی اسریٰ بعبدہٖ ......" میں اللہ تعالےٰ نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو خاص انعام فرمایا ہے اس کو خوب زوردار طریقے سے جتلایا ہے کہ اپنی ذات کے ساتھ سُبحان کا لفظ لگایا ہے، یعنی یہ کہ جس بات کا ابھی ذکر کیا جا رہا ہے، وہ کوئی بہت ہی بڑی چیز ہے، اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ عزّوجل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا ذکر فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندے کو رات ہی رات میں مسجدِ حرام سے برکت والی مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا اور پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی بے شمار نشانیاں یعنی عجائبات اور محسوسات دکھائیں۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معراج جسمانی تھا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات کے ساتھ "سُبحان" کی نسبت لگا کر یہ بتا رہا ہے کہ اگر یہ خواب کی حالت میں ہوتا یا روحانی ہوتا تو اس میں اتنی بڑائی والی بات نہ ہوتی جبکہ آج کے زمانے میں ربّ العزّت کے مقابلے میں نہایت ہی محدود اختیارات کا انسان اپنی بنائی ہوئی مشینوں سے بھی یہ کام کر سکتا ہے تو یقیناً جس بات کو ربّ العزّت نے اپنی ذات کے ساتھ سُبحان کہہ کر جتایا ہے، نہایت ہی عظیم ہوگی اور یقیناً یہ جسمانی اور روحانی معراج تھی۔ "عبد" کا لفظ بھی جسم کے ساتھ ہی معنی دیتا ہے، صرف رُوح کو "عبد" نہیں کہتے۔

سورۂ "النجم" کی آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی جو بے پایاں صفتیں بیان فرمادی ہیں، ان کا احاطہ کسی انسان کے لئے مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان آیات میں جو بیان

کیا گیا ہے، اس کی حقیقت تو ذاتِ باری تعالےٰ ہی جانتی ہے، یا اس کا محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللہ تعالےٰ قسم کھا کر بتا رہا ہے کہ میرا محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کرتا۔ یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہر لفظ اور آپ کی ہر حالت اللہ تعالیٰ جل شانہ، کی مرضی اور حکم کے مطابق ہوتی ہے اور اُن کا ہر فرمان بعینہٖ فرمانِ الٰہی ہوتا ہے۔ جو بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہیں، وہ صرف مطابقِ وحیٔ الٰہی ہی نہیں، بلکہ عین وحی ہوتی ہے۔ اس لئے آئمۂ کرام احادیثِ صحیحہ کو وحیٔ غیر متلو کہتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ان کو سکھانے والی ذات انتہائی طاقت ور اور قوت والی ہے جس کی قوت میں کوئی کمی نہیں۔ یہ ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہو سکتی ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر چیز سکھانے والا ہے اور شبِ معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ پاک کو اپنا جلوہ بے حجاب دکھانا چاہا تو ان کو اپنے قریب بلوایا۔ اتنا قریب کہ دو کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم ــــــــ اتنی قربت اللہ اللہ!۔ یعنی مالکِ دو جہاں اور رحمتِ دو جہاں میں سب فاصلے ختم۔ اس کو دونو کا وصل ہی کہنا چاہیئے۔ یہ وہ چیز ہے جس کا انسان خیال ہی نہیں کر سکتا۔ اس کے فہم و ادراک سے ماوریٰ ہے۔ اس کو تخیّل میں لانا مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

محبّ اور محبوبؐ میں وصل کے دوران کیا راز و نیاز کی باتیں ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کیا کیا سکھایا، پڑھایا اور دکھایا ــــــــ، یہ ان دونو ہی کے علم کی بات ہے۔ سکھانے والا بلند ترین اور سیکھنے والا اس بلند کے قریب ترین۔ اِن سکھائے گئے علم میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایک باتیں لوگوں میں بیان فرمائیں تو جن کی سمجھ اور یقین ناکافی اور نامکمل تھی، ان کو اس پر شک گزرا تو اس آیت کے آگے اللہ تعالےٰ خود ہی اس کا جواب دے رہا ہے کہ میرے محبوبؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ دیکھا، بالکل وہی انہوں نے بیان فرمایا ہے، بغیر کسی کمی بیشی کے اور ساتھ یہ بھی دوبارہ زور دے کر فرما دیا کہ انہوں نے تو اپنے رب کا جلوہ بے حجاب دیکھا اور دیکھنے کے وقت مازاغ البصر وما طغیٰ (یعنی آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی)، یعنی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلوۂ رب کو خوب دیکھا اور اُس کے دیکھنے میں نہ آنکھیں چُندھیائیں اور نہ اِدھر اُدھر پھریں، بلکہ اس جلوے ہی کو دیکھتی رہیں۔ اِس کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ بے شک انہوں نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

اب یہ جو پہلے بیان ہو چکا ہے، اس میں اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان فرمائی ہے کہ حضور پاک کو بے حجاب اپنا دیدار کرایا بلکہ وصل ـــــ اور بے شمار علوم سکھائے اور اپنی بے شمار نشانیاں دکھائیں۔ یہ وہ مرتبہ ہے جو کسی اور نبی کو حاصل نہ ہو سکا بلکہ کوئی اس کے قریب بھی نہ جا سکا۔ کہاں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور اولو العزم پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام، کہ دیدارِ الٰہی کی درخواست پیش کرتے ہیں تو دیکھنے کی مجال اور ہمت کہاں۔ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ اے موسیٰ! میں اپنی تجلّی کا تھوڑا سا ظہور اس پہاڑ پر کرتا ہوں۔ دیکھ تو اس کا کیا حال ہوتا ہے اور کیا تو اس کو دیکھ پاتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی تجلّی کا تھوڑا سا ظہور اس پہاڑ پر کیا تو پہاڑ جل گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ایک طرف حضرت موسیٰ ؑ تو اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی تجلّی کا ظہور دیکھنے کے متحمل نہیں ہو سکتے اور ادھر شانِ محبوبِ رب العالمین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیکھیے کہ عرشِ معلیٰ سے اوپر، اللہ تعالیٰ کا جلوہ بے حجاب دیکھتے ہیں اور آنکھ جھپکتی تک نہیں، اور اِس بات کی گواہی خود اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

کیوں مزیّن نہ ہو فردوسِ بریں آج کی رات
سیر کو آتے ہیں کعبہ کے امیں آج کی رات

خوابِ راحت سے جگانے کے لیے روحِ امیں
اُن کے تلووں سے لگاتے ہیں جبیں آج کی رات

جس کے جلووں سے دو عالم میں اُجالا پھیلا
رب کا مہماں ہے وُہ نورِ مبیں آج کی رات

انبیاء سارے براتی ہیں تو نوشاہ حضور
رشکِ فردوس ہے اقصٰی کی زمیں آج کی رات

کیوں نہ ہو گردشِ کونین معطّل اِک دم
روحِ کونین ہے جب اور کہیں آج کی رات

حدِّ ادراک و تصوّر بھی جہاں ہے عاجز
میرے آقا ہیں وہاں جلوہ نشیں آج کی رات

ہے بقدرِ دو کمالِ فصلِ محبّ و محبُوب
عبد و معبود ہیں اس درجہ قریں آج کی رات

شربتِ دید پلا کر یہ کہا خالق نے
اپنے محبوب سے کچھ پردہ نہیں آج کی رات

اپنی خوش بختی پہ نازاں ہیں براق و رفرف
فخر پھر کیوں نہ کرے عرشِ بریں آج کی رات

اپنے محبوب کو منہ مانگی مرادیں بخشیں
فضلِ ربّی کی کوئی حد ہی نہیں آج کی رات

مل گیا ہم کو بھی معراج کا حصّہ صابر
اپنی اُمت کو وہ بھولے ہی نہیں آج کی رات

صابر براری (کراچی)

اللہ غنی، آپؐ کا رتبہ شبِ معراج
اللہ نے پاس اپنے بلایا شبِ معراج

خدمت پہ کہیں شیثؑ، کہیں آدمؑ و ادریسؑ
اور تھے کہیں موسیٰؑ، کہیں عیسیٰؑ شبِ معراج

قدسی ہی نہ تھے منتظرِ حضرتِ والا
مشتاق تھا اللہ تعالیٰ شبِ معراج

آنکھوں سے کیا آپؐ نے خالق کا نظارہ
واجب نہ رہا کوئی بھی پردہ شبِ معراج

کانوں سے سُنا قولِ خداوندِ تعالیٰ
قوسین سے بھی فرق تھا ادنیٰ شبِ معراج

چاہا تو فقط بخششِ اُمت کو نبیؐ نے
اللہ سے کچھ اور نہ چاہا شبِ معراج

دعوت تھی جو محبوبِ خدا کی شبِ معراج
چھائی تھی زمانے میں تجلّی شبِ معراج

خالق کے خزانوں کی جو محفوظ تھی کنجی
خلوت میں وہ محبوبؐ کو دے دی شبِ معراج

کیا جانیے، کیا راز تھے محبوب و محب کے
خلوت میں ملاقات کی شب تھی شبِ معراج

محبوبؐ کو اللہ نے ہر چیز دکھا کر
محبوب کی تصویر دکھائی شبِ معراج

یہ شان ہے قدرت کی، یہ قدرت کا تماشا
کیا سیر و سفر میں ہوئی جلدی شبِ معراج

——— حافظ خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی

خندہ لب پھول پھول ہے امشب   بصد جمال، بصد آب و تاب آتے ہیں
رحمتوں کا نزول ہے امشب   نہیں ہے جن کا کوئی بھی جواب، آتے ہیں
آسماں کیا ہے، عرشِ اعظم بھی   ادب سے آج جُھکا جا رہا ہے عرشِ عظیم
زیرِ پائے رسولؐ ہے امشب   خُدا سے ملنے رسالتِ مآب آتے ہیں

کتنی رنگین و دلآویز ہے معراج کی رات
نورُ انداز و سحر خیز ہے معراج کی رات
رات ہی رات میں وہ آئے اُجالے لے کر
روشنی بخش و ضیا ریز ہے معراج کی رات
کوئی پہنچا تھا، نہ پہنچے گا سرِ عرشِ بریں
بالیقیں معجزہ آمیز ہے معراج کی رات
فاصلہ اتنا کہ صدیوں کا گماں ہوتا ہے
گردشِ کون و مکاں تیز ہے معراج کی رات
یہ سبق دیتی ہے اللہ سے ملنے کا نثارؔ
کس قدر ولولہ انگیز ہے معراج کی رات

اصغر نثارؔ قریشی (لاہور)

عشق جلووں کا خریدار ہے سبحان اللہ
حُسن کی گرمیٔ بازار ہے سبحان اللہ

فرش تا عرش پُر انوار ہے سبحان اللہ
نُورِ حق ہر سُو ضیا بار ہے سبحان اللہ

حُسنِ قُدرت کے حسیں جلوے ہیں ہر سُو رقصاں
غیرتِ صُبح شب تار ہے سبحان اللہ

کون یہ جلوہ فشاں اُنفس و آفاق میں ہے
زندگی مطلعِ انوار ہے سبحان اللہ

کاروانِ مہ و انجم کی ضیا باری ہیں
جلوۂ احمدِ مختار ہے سبحان اللہ

ماہ و خورشید میں ہے نُورِ محمدؐ کا ظہور
کہکشاں جادۂ رہوار ہے سبحان اللہ

حُسن کو عرشِ معلّٰی سے ملی ہے دعوت
عشق خود طالبِ دیدار ہے سبحان اللہ

طورِ سینا پہ کلیم اور سرِ عرش حضور
یہ مقامِ شہِ ابرار ہے سبحان اللہ

صف بصف منتظرِ دید کھڑے ہیں قدسی
ہر نظر شائقِ دیدار ہے سبحان اللہ

آج شب محفلِ کونین کا ذرّہ ذرّہ
بادۂ عشق سے سرشار ہے سبحان اللہ

ایک ہی پل میں سرِ عرش گئے آئے حضور
نُورِ یزداں کی یہ رفتار ہے سبحان اللہ

آج محبوب کو ہے بخششِ اُمّت مطلوب
بس یہی حاصلِ گفتار ہے سبحان اللہ

عرشِ اعظم پہ کُھلا عقدۂ لَولاکَ قمرؔ!
خود خُدا کاشفِ اسرار ہے سبحان اللہ

قمر یزدانی (ضلع سیالکوٹ)

بندہ طالب ہے نہ مطلوبِ خدا آج کی رات
ایک مرکز پہ ہیں تاثیرِ دعا آج کی رات

پینے والو! درِ مے خانہ ہے وا آج کی رات
ہو کوئی رند تو ساقی ہے خدا آج کی رات

کس نے دل کو مرے تسخیر کیا آج کی رات
فکرِ دُنیا ہے، نہ کچھ خوفِ جزا آج کی رات

اور صبحوں سے ترقّی پہ ہے نورِ آج کی صبح
اور راتوں سے تجلّی ہے سوا آج کی رات

فرش میں بھی تو وہی عرش کی تابانی ہے
چھا گیا دونو پہ محبوبِ خدا آج کی رات

گرم بستر رہا، زنجیر بھی ہلتی ہی رہی
گردشیں بھول گئے ارض و سما آج کی رات

شادؔ ہے کتنا اثر آہ میں، معلوم نہیں
سانس لیتے ہی بدلتی ہے ہوا آج کی رات

——— شادؔ قادری (بھارت)

مظاہرِ معراج

احادیث میں آیا ہے کہ معراج کی رات آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ

- سُود خور، پتھروں کو لقمہ بنا بنا کر کھا رہے ہیں یا ''قوی الجثہ'' جانوروں کے سموں سے روندے جا رہے ہیں۔
- حلال روزی چھوڑ کر حرام کی طرف لپکنے والے، نفیس طعام چھوڑ کر گلے سڑے کھاتے کھا رہے ہیں۔
- عیب جُو اور بہتان تراش، تانبے کے ناخنوں سے اپنے پہلوؤں اور اپنے سینے کا گوشت نوچ رہے ہیں۔
- فرض نمازوں سے سُستی اور غفلت برتنے والوں کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں۔
- زکوٰۃ کی ''ادائیگی'' سے جی چرانے والے جہنم کے کانٹوں اور پتھروں کو اونٹوں کی طرح چر چُگ رہے ہیں۔
- بیویوں کو چھوڑ کر زانیہ عورتوں کے ساتھ شب باشی کرنے والے اچھا گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں۔
- حقوق ادا کرنے اور امانتیں سنبھالنے میں کوتاہی کے مرتکب لکڑیوں کے گٹھے میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں اور انہیں بوجھ کو اٹھانے کی سعئ لاحاصل میں سرگرداں ہیں۔
- مجاہدین ایک ہی دن میں تخم ریزی کر کے کھیتی کاٹ رہے ہیں اور کاٹنے کے بعد کھیتی پھر ویسی کی ویسی ہو جاتی ہے۔
- فتنہ پرداز خطیبوں اور بے عمل واعظوں کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔

جب بھی میزانِ تخیل میں تُلی آج کی رات
جملہ راتوں سے سرفراز رہی آج کی رات

بن گئی دہر میں یادِ ابدی آج کی رات
ہو سکے گی نہ فراموش کبھی آج کی رات

بہرِ تعظیم محمدؐ جو جُھکی آج کی رات
شرفِ عزت و شوکت میں بڑھی آج کی رات

ہو گئی دائرۂ فکرِ بشر سے باہر
عظمتِ سیدِ مکی مدنی آج کی رات

آج کی رات پہ قرباں کروڑوں راتیں
شبِ معراجِ محمدؐ سے ہی آج کی رات

حشر تک کون و مکاں جس سے رہیں گے روشن
آسمانوں کو وہ تنویر ملی آج کی رات

ظلمتِ بُعد چھٹی روشنیٔ قُرب ملی
عرش پر نُور کی قندیل جلی آج کی رات

قسم اللہ کی اللہ کے متوالے کو
دونوں عالم کی ملی تاجوری آج کی رات

اُن کی کیا بات جنہیں رازِ جلی کہتے ہیں
کُھلے سرکار پہ اسرارِ خفی آج کی رات

جلوے آقا کے نظر آئے نظر والوں کو
رہی محروم فقط کم نظری آج کی رات

جلوۂ نُورِ مجسم کی قسم کھاتا ہوں
دل میں گھر کر گئی آنکھوں میں بسی آج کی رات

دونوں عالم پہ نظر نُور کا عالم آیا
چمکا اس شان سے نورِ نبوی آج کی رات

صدرِ کونین کی آمد ہے سرِ بزمِ دنا
دیکھیے رفعتِ خیرالبشری آج کی رات

کیفِ بے پایاں میسر ہے مری آنکھوں کو
ہو نہ اوجھل مری آنکھوں سے ابھی آج کی رات

منتخب طالبِ مطلوب نے کی ہے واللہ
نُور والے کے لیے نُور بھری آج کی رات

ہو گئے دن کے اجالے بھی ادبؔ شرمندہ
اس قدر نُور سے معمور ہوئی آج کی رات

(ادب سیمابی)

بُراقِ فکر ہے گردوں نورد آج کی رات
ہوا اُڑاتی ہے تاروں کی گرد آج کی رات

یہ کون ذہن کے روشن مکاں میں اترا
خیالِ صورتِ جبریلؑ دھیان میں اترا

ہے خم، رسائیٔ انساں پہ فاصلوں کی جبیں
بلندیوں پہ کمندیں اُچھالتی ہے زمیں

یہ رات کیوں نہ ہو افضل تمام راتوں میں
لیے ہوئے ہیں اندھیرے، چراغ ہاتھوں میں

وہ رات جس کا زمانہ جواب لا نہ سکے
ملائے آنکھ تو سُورج بھی تاب لا نہ سکے

وہ رات جس نے حسیں خواب جاگ کر دیکھا
وہ رات جس نے محمدؐ کو عرش پر دیکھا

گیا تھا عشق، خلاؤں کی راہ سے آگے
نگاہ جاتی ہے حدِ نگاہ سے آگے

رُکی رُکی نظر آتی تھی نبض عالَم کی
گزُر رہی تھی سواری رسُولِ اکرمؐ کی

رواں تھے ساتھ فرشتے عبا اُٹھائے ہوئے
فضائیں، کتبۂ صَلِّ علیٰ اٹھائے ہوئے

عروجِ آدمیت آپ پر تمام ہوا
خُدا خوُد اپنے ہی جلووں سے ہمکلام ہوا

تجلیّات کے ہالے میں یوُں گھرے دونوں
کمانِ وصل کھینچی، مل گئے سرے دونوں

بلند ایسے نہ رُتبے کسی نبیؑ کے ہوئے
زہے نصیب کہ ہم اُمتیّ اُسی کے ہوئے

——— مظفرؔ وارثی (لاہور)

سرورِ انبیاء، سیّدُ المرسلینؐ منظہرِ نورِ حق، شافع المذنبیں
جس کا عالم میں کوئی بھی ثانی نہیں جس پہ قرباں فلک، جس پہ صدقے زمیں
وہ حبیبِ خدا شاہِ دنیا و دیںؐ
بن کے دولھا چلا سُوئے عرشِ بریں

نُور کا اک سماں آج کی رات ہے ضَوفگن، ضَوفشاں آج کی رات ہے
رشکِ کون و مکاں آج کی رات ہے شب پہ دن کا گماں آج کی رات ہے
وہ حبیبِؐ خدا شاہِ دنیا و دیںؐ
بن کے دولھا چلا سُوئے عرشِ بریں

سامنے جلوے قدرت کے خود آئیں گے رازِ مخفی بھی مخفی نہ رہ جائیں گے
دولتِ بخششِ عام بھی پائیں گے سب وہی ہو رہے گا، جو فرمائیں گے
وہ حبیبِ خدا شاہِ دنیا و دیںؐ
بن کے دولھا چلا سُوئے عرشِ بریں

اے شفیعؔ! آج توبہ کا سامان کر جس سے عقبیٰ بنے، ایسا ارمان کر
وقت اچھا ہے، تکمیلِ ارمان کر مدحتِ رحمتِ کُل تُو ہر آن کر
وہ حبیبِؐ خدا شاہِ دنیا و دیںؐ
بن کے دولھا چلا سُوئے عرشِ بریں

شفیعؔ بہرائچی

کیا سہانی ہے شبِ شادیِ اسریٰ دیکھو
حسن و انوار بداماں ہے زمانہ دیکھو

دھوم ہے سج گیا معراج کا دولہا دیکھو
کیا پھبن، کیا ہے ادا اور ہے چھب کیا دیکھو

عقلِ کل نقش بر دیوار ہے نقشہ دیکھو
حسن انگشت بدنداں ہے سراپا دیکھو

جسمِ انور پہ ہے انوار کا جامہ دیکھو
نور ہی نور اجالا ہی اُجالا دیکھو

ہے ضیا بار جبیں ماہِ دو ہفتہ دیکھو
ہیں بھنویں آئینہ قوسین مجلیٰ دیکھو

مست آنکھوں میں ہے مازاغ کا سرمہ دیکھو
مشعلیں طُور کی روشن سرِ کعبہ دیکھو

عارض نور و حسیں گیسوے والا دیکھو
ماہِ تاباں کا گھٹاؤں میں چمکنا دیکھو

مہِ اسریٰ مدنی چاند کا چہرہ دیکھو
ہے نوشتہ ورقِ نور پہ طٰہٰ دیکھو

رُخ پہ محبوبیتِ خاص کا سہرا دیکھو
آج جوبن تو ہر اک پھول کلی کا دیکھو

ہار گہ دن میں درودوں کا ہے کیسا دیکھو
ہیں ہر اک تار میں گلہائے فترضیٰ دیکھو

سوئے قوسین چلا نوشۂ بطحا دیکھو
بہرِ تعظیم جھکا عرشِ معلیٰ دیکھو

شور ہر سمت اٹھا صلِّ علیٰ کا دیکھو
محوِ تسبیح ہے ہر ایک فرشتہ دیکھو

رفعت و عظمتِ محبوب کے روشن ہیں چراغ
جگمگاتا ہوا قصرِ فتدلٰی دیکھو

نور کے ساز پہ حورانِ جناں گاتی ہیں
نغمۂ تہنیتِ شادیٔ اسریٰ دیکھو

بادۂ زمزمۂ نعت میں ہیں غرق تمام
نغمہ زن وجد میں ہے طائرِ سدرہ دیکھو

شادیانے وہ پسِ پردۂ رحمت گونجے
کس بلندی پہ ہے شانِ "ورفعنا" دیکھو

آئی دولہا کی سواری وہ بہ صد جاہ و جلال
وہ اٹھا خاص درِ قرب سے پردہ دیکھو

پھول رحمت کے ہوئے چہرۂ انور پہ نثار
حسن و انوار کا بٹتا ہوا صدقہ دیکھو

اُدْنُ یا اَحْمَدُ آتی ہے صدا پردے سے
ادب و ناز سے محبوب کا بڑھنا دیکھو

قصرِ مخصوصِ تقرّب میں سواری پہنچی
چھُپ گیا نور میں وہ نورِ خدا کا دیکھو

ہوش بے ہوش خرد گم ہے جنوں عقل کو ہے
پیکِ ادراک ہے بھولا ہوا رستہ دیکھو

خود خبر پہ بھی ہے اِک بے خبری سی طاری
ہے سرِ عجز جھکائے ہوئے دنیا دیکھو

جانے کیا کیا ہوئیں محبوب و محب میں باتیں
کس سے پوچھیں کہ ہے خاموش زمانہ دیکھو

مل کے اللہ سے تشریف بھی لے آئے حضورؐ
ہے مگر گرم ابھی بسترِ والا دیکھو

شاعرِ صاحبِ معراج ہو تم اے اخترؔ
صدقۂ نوشۂ معراج ملا کیا دیکھو

علامہ سید محمد مرغوب اخترؔ الحامدی

اخبارِ نعت

مجلسِ حسانؓ، لاہور نے گزشتہ ماہ الحمرا آرٹ سنٹر میں پروفیسر حفیظ تائب کے ساتھ خصوصی شام کا اہتمام کیا اور اس عظیم نعت گو شاعر کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ تقریب میں وزیرِ اعلیٰ پنجاب جناب نواز شریف کی نمائندگی صوبائی وزیر جناب سلیم اقبال نے کی۔ تقریب کے مہمانِ خصوصی خانۂ فرہنگِ ایران کے ڈائرکٹر آقائے صادق گنجی تھے۔ تقریب میں جناب احمد ندیم قاسمی، جناب عطاء الحق قاسمی، جناب بشیر منذر، جناب عبدالعزیز خالد اور جناب حسن رضوی نے بطور خاص جناب حفیظ تائب کی نعت گوئی کے حوالے سے گفتگو کی۔

تلاوتِ کلامِ پاک قاری رفیع الدین سیالوی نے کی۔ تائب صاحب کی نعتیں قاری زبیر رسول، سید منظور الکونین، قاری مرغوب احمد ہمدانی، اختر قریشی، محمد ثناء اللہ بٹ، خان محمد اکرم سیمابی، شہزاد ناگی، قاری محمد افضال اور الحاج محمد علی ظہوری (بانی مجلسِ حسانؓ) نے پڑھیں۔ جناب احمد ندیم قاسمی نے حفیظ تائب کی نعت گوئی اور شخصیت کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ہمیشہ اس حقیقت پر فخر کا اظہار کیا ہے کہ میں اس دور میں زندہ ہوں جس میں حفیظ تائب نعت لکھ رہے ہیں۔ ہم سب کی آئندہ نسلیں اس امر پہ ناز کریں گی کہ ان کے اجداد نے اس عاشقِ رسولؐ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، اپنے کانوں سے سنا، اُس سے مصافحے کی سعادت حاصل کی اور اسے اپنے سینے سے لگا کر اس کے جذب و عشق کو اپنے سینے میں منتقل کرنے کی سعی کی۔ یہ دور اُردو زبان میں نعت گوئی کا دورِ روشن ہے اور روشن دور کے آفتاب بلا شبہ، بلا شرکتِ غیرے، حفیظ تائب ہیں کہ اس شخص نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ذاتِ گرامی سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار اتنی گہرائی اور اتنی شدت اور اتنی تہذیب اور سلیقے سے کیا ہے کہ ان کی نعت کے الفاظ میں جذبے دھڑکتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور

نقطے نقطے میں سرورِ کائنات (علیہ السلام و الصلوٰۃ) کی گونج سنائی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس محبوب ممدوح کو صحتِ کاملہ اور عمرِ طویل عطا فرمائے کہ ہم سب کو اور ہمارے فن کو اس کی سالہا سال تک اشد ضرورت رہے گی۔

تقریب میں جناب حفیظ تائب کو عمرے کا ٹکٹ پیش کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف عقیدت مندوں کی جانب سے تحائف پیش کیے گئے۔ جبکہ اکادمی ادبیاتِ پاکستان کی جانب سے توفیق بٹ نے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔

صوبائی وزیرِ صحت سلیم اقبال نے حفیظ تائب کی فنی مہارت اور عقیدت و محبت کے جذبات کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے علاج کے لیے ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کا اعلان بھی کیا۔ آقائے صادق گنجی نے اُردو میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ آج کی تقریب اُردو کے ایسے نعت گو شاعر کے ساتھ منائی جا رہی ہے جس کے ایک ایک حرف سے خوشبوئے مدینہ آتی ہے۔ انہوں نے مجلسِ حسانؓ کے پندرہ نعت خواں حضرات کو حکومتِ ایران کی جانب سے زیارات اور مظاہرۂ نعت خوانی کے لیے ایران مدعو کیا۔ الحاج محمد علی ظہوری نے حفیظ تائب کی نعت گوئی کو عشقِ رسول ﷺ کا سرچشمہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ حفیظ تائب کا کلام مدینہ پاک کی فضاؤں میں بھی گونجتا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ "جنگ" لاہور)

(۱۵ مارچ ۱۹۸۹ء)

◎

قارئینِ محترم سے التماس

میری صلاحیتیں والدین کے حُسنِ تربیت کے باعث نعت کی خدمت کے لیے مختص ہوئی ہیں۔ اس لیے اگر آپ کو ماہنامہ نعت میں کوئی چیز پسند آجائے تو میرے والدِ مرحوم (راجا غلام محمد صاحبؒ) کی بلندیٔ درجات کے لیے دُعا کریں۔ (ایڈیٹر)

۱۹ مارچ ۱۹۸۹ء (شب پیر) بعد نماز عشاء الحاج چودھری محمد اسحاق نوری قادری کے دولت کدہ (داروغہ والا۔ لاہور) میں میاں محمد عارف اشرفی کی صدارت میں ایک عظیم الشان محفل نعت منعقد ہوئی تلاوت کلام مجید سے محفل کا آغاز ہوا۔ قاری نذیر احمد مجددی نے اپنی مسحور کن آواز میں تلاوت قرآن پاک کی۔ محمد عمر بٹ، شہزاد ناگی اور محمد ثناء اللہ بٹ نے بارگاہ رسالت میں نعتوں کے نذرانے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بانیٔ محفل کی محبت کے پیش نظر عصر حاضر کے عظیم نعت گو شعراء جناب راجا رشید محمود ایڈیٹر ماہنامہ نعت لاہور اپنی گوناگوں مصروفیات اور جناب پروفیسر حفیظ تائب ناسازیٔ طبع کے باوجود اس بابرکت محفل میں شریک ہوئے اور اپنی کہی ہوئی نعتیں محفل نعت میں پیش کرکے محفل کو وجد و حال کی کیفیت سے ہمکنار کیا۔

زائر تازہ حضرت علامہ مولانا احمد حسن نوری صاحب چند یوم قبل حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوکر لوٹے تھے۔ اُن سے تاثراتِ سفر حجازِ مقدس بیان کرنے کی استدعا کی گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر آنکھ اشکبار ہوگئی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے نوری صاحب کی زیر قیادت شرکائے محفل دربارِ حبیب ﷺ کی جانب رواں دواں ہیں۔ انہی پُرکیف لمحات میں میاں محمد عارف اشرفی صاحب کی خدمت میں صدارتی خطبہ کی درخواست کی گئی۔ انہوں نے محفل کی مناسبت سے اپنا صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا۔ آخر میں حاجی محمد اشفاق قادری صاحب نے سلام حافظ برکت علی صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ پیش کیا اور محفل اختتام پذیر ہوئی۔

(محمد ثناء اللہ بٹ)

خدام نعت کا انتقال

آسماں اُن کی لحد پر شبنم افشانی کرے

محمد شیر افضل جعفری

"جھنگ رنگ" اور "ملنگ رنگ" کے دلکش اسلوب کے مالک محمد شیر افضل جعفری بھی واصل بحق ہو گئے۔ "سانولے من بھانولے" ان کی پہلی شعری تخلیق تھی۔ ان کے دوسرے مجموعۂ کلام "شہر سدا رنگ" کی تقریبِ رونمائی منعقدہ جھنگ میں ایڈیٹر "نعت" نے بھی مقالہ پڑھا تھا۔ ایڈیٹر نعت پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ میرے دوسرے مجموعۂ نعت "حدیث شوق" پر اپنے خاص انداز میں تقریظ لکھی۔ میں نے سہ ماہی "فروزاں" (علمی و تحقیقی مجلہ) جاری کیا تو انہوں نے حوصلہ افزائی کی۔ "نعت" کا اجرا ہوا تو بہت خوش ہوئے۔ نعت کے دوسرے شمارے کے لئے خاص طور پر "نعت" کہی۔ اللہ کریم انہیں پنجتن پاک کی محبت کے طفیل اپنے خصوصی انعامات سے نوازے۔ آمین!

حکیم عبد الکریم ثمرؔ

معروف نعت گو، حکیم عبد الکریم ثمرؔ ۸ ر فروری ۱۹۸۹ء کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔ "احسنِ تقویم" اور "شاخِ سدرہ" اِن کے نعتیہ مجموعے ہیں۔ ماہنامہ "نعت" کے لیے انہوں نے ایک نعت محترم فیاض حسین چشتی صاحب کی وساطت سے بھیجی تھی جو گزشتہ شمارے کے آخری صفحات میں شائع کی گئی۔ ثمرؔ صاحب کی کتاب "سیرت رسولِ کائنات" پر ہجرہ ایوارڈ ۱۴۰۵ھ دیا گیا۔ تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں ان کی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۸۷ء میں گولڈ میڈل بھی دیا گیا۔ اللہ کریم اپنے محبوب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے اس مداح کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

نعت لائبریری کے لیے عطیات

کتب	عطیہ دہندہ
۱۔ سیرتِ رسولِ عربیؐ از علامہ نور بخش توکلی ۲۔ عجائباتِ معراج۔ ترجمہ الاسراء والمعراج از عبداللہ ابن عباسؓ (مترجم مولانا عبید المصطفےٰ محمد گل احمد عتیقی) ۳۔ مخزنِ احمدی (فارسی) از مولوی محمد علی	حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری ۵۵ - ریلوے روڈ۔ لاہور
۴۔ سفرِ حجاز (میں نے حجاز میں کیا دیکھا؟) از عبدالکریم ثمر ۵۔ احسنِ تقویم از عبدالکریم ثمر ۶۔ شاخِ سدرہ از عبدالکریم ثمر ۷۔ ثمرات از محمد ظفر	فیاض حسین چشتی نظامی صاحب نیو مسلم ٹاؤن۔ لاہور
۸۔ جنت کا نغمہ از حاجی باب اللہ خان اشرفی ۹۔ دربارِ مدینہ از انور فرخ آبادی ۱۰۔ نعتیں وسلام از محمد یالن حقانی (گجراتی) ۱۱۔ بزمِ رحمت از بیکل اُتساہی بلرام پوری ۱۲۔ عرش کا جلوہ از بیکل اُتساہی بلرام پوری ۱۳۔ ایمان والیقان از رضا امروہوی ۱۴۔ حاصلِ حیات از صدر الدین انصاری بھوپالی ۱۵۔ گنجینۂ نعت ومناقب از شاد قادری	میاں عطاء اللہ ساگر وارثی صاحب وارثی منزل۔ پاک سٹریٹ۔ اسلام آباد کالونی۔ سمن آباد۔ لاہور

کتاب	
۱۶- خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم از مصباح الدین	عنایت الٰہی صاحب- عنایت اینڈ سنز کراچی
۱۷- ماہنامہ انوار الفرید- ساہیوال ۱۸- عصمتِ انبیاءؑ ۱۹- اربعین نبویہ از مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی ۲۰- المعین از عبد الستار چشتی نظامی	حافظ عبد الخالق سعیدی صاحب- جامعہ مسجد بلال برلب ریلوے پھاٹک موڑ کالا خطائی موڑ برکت ٹاؤن لاہور
۲۱- دربارِ نبوتؐ کی حاضری از سید مناظر احسن گیلانی ۲۲- تفہیم القرآن از مولانا ابو الاعلیٰ مودودی (جلد اول تا ششم)	راجا رشید محمود- ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور
۲۳- کالی کملی والے تجھ پہ لاکھوں سلام مرتبہ منور قادری ۲۴- شانِ رسالت مآب اللہ اللہ مرتبہ منور قادری ۲۵- شانِ مظہرِ جلیل مرتبہ منور قادری	نذیر حسین صاحب- نذیر سنز پبلشرز- لاہور
۲۶- گستاخِ رسولؐ کی سزا قتل از علامہ احمد سعید کاظمیؒ ۲۷- نظامِ مصطفیٰؐ اور ہماری زندگی از غلام سرور	مرکزی مجلس رضا- لاہور
۲۸- نکہت حرا از راسخ عرفانی ۲۹- فروغ گوجرانوالہ راسخ عرفانی نمبر	راسخ عرفانی صاحب گوجرانوالہ

۳۰- جشنِ بہاراں از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	عبدالستار طاہر صاحب - مرکزی مجلسِ امامِ اعظم رجسٹرڈ - لاہور
۳۱- سوانحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم از مفتی محمد حسین نعیمی	خلیفہ عبدالمجید صاحب ایس ایس پبلی کیشنز - لاہور
۳۲- تحفۂ جانفزا (در بیاں) میلادِ خیر الوریٰ از محمد اقبال چشتی فاروقی	مصنف - کانجن (شاہ عالم) تحصیل کلورکوٹ - ضلع بھکر
۳۳- گلدستہ - چودھویں صدی ہجری کی آخری شام بیادِ خیر الانام از نذر صابری	مجلّہ "دانش" اسلام آباد
۳۴- منتخب نعتیہ کلام مرتبہ ڈاکٹر انعام الحق کوثر	مصنف - ڈائرکٹر آف ایجوکیشن - کوئٹہ
۳۵- نعتِ فیروزی از مولوی محمد فیروز الدین	اسد نظامی صاحب - چک نمبر ۱۱۶/10-R جہانیاں منڈی - ملتان
۳۶- اسماء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتبہ: حضرت ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی	دارالاحسان چک دسوہہ - فیصل آباد

تسنیم الدین احمد
(ناظم نشر واشاعت "ایوانِ نعت رجسٹرڈ")
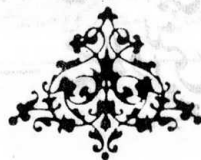
ماہنامہ "نعت" لاہور

۱۹۸۸ء کے خاص نمبر

- جنوری ——— حمدِ باری تعالیٰ
- فروری ——— نعت کیا ہے
- مارچ ——— مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (حصہ اول)
- اپریل ——— اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ اول)
- مئی ——— مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (حصہ دوم)
- جون ——— اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ دوم)
- جولائی ——— نعتِ قدسی
- اگست ——— غیر مسلموں کی نعت (حصہ اول)
- ستمبر ——— رسول نمبروں کا تعارف صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (حصہ اول)
- اکتوبر ——— میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (حصہ اول)
- نومبر ——— میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (حصہ دوم)
- دسمبر ——— میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (حصہ سوم)

گزشتہ شمارے

جنوری ۱۹۸۹ء ——— لاکھوں سلام
فروری ۱۹۸۹ء ——— رسولؐ نمبروں کا تعارف (حصّہ دوم)
مارچ ۱۹۸۹ء ——— معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آیندہ شمارے

مئی ۱۹۸۹ء ——— لاکھوں سلام (حصّہ دوم)
جون ۱۹۸۹ء ——— غیر مسلموں کی نعت (حصّہ دوم)

قرآنِ حکیم کی مقدس آیات اور احادیثِ نبویؐ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ اِن کا احترام آپ پر فرض ہے۔ ماہنامہ **نعت** کا ہر صفحہ حضورِ سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے ذکرِ مبارک سے مزیّن ہے۔ لہٰذا ماہنامہ **نعت** کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔